اِنَّ الفَضلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤتِیہِ مَن یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَن یَّبعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحمُودًا

الفضل

قادیان

ایڈیٹر: غلام نبی

The ALFAZL QADIAN.

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل ۱۳۵۱

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ۱۳

نمبر ۹۴	۲۱ شوال المکرم ۱۳۵۲ھ	یوم سہ شنبہ	مطابق ۶ فروری ۱۹۳۴ء	جلد ۲۱

فہرست مضامین

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

بہشت انہی کی وراثت ہے، جو دُنیا کا دوزخ قبول کرتے ہیں

(رقم فرمودہ ۷۔ فروری ۱۸۹۷ء)

"میری زندگی صرف احیاء دین کے لئے ہے۔ اور میرا اصول دُنیا کی بابت یہی ہے۔ کہ جب تک اُس سے بکلی مُونہہ نہ پھیر لیں۔ ایمان کا بچاؤ نہیں۔ راحت و رنج گزرنے والی چیزیں ہیں۔ اگر ہم دُنیا کے چند دم مصیبت و رنج میں کاٹیں گے۔ تو اس کے عوض جاودانی راحت پائیں گے۔ بہشت انہی کی وراثت ہے۔ کہ جو دُنیا کے دوزخ کو اپنے لئے قبول کرتے ہیں۔ اور لذات اور عیش و عشرت دُنیوی کے لئے مرے نہیں جاتے۔ دُنیا کیا حقیقت رکھتی ہے اور اس کے رنج و راحت کیا چیز ہیں جس کو آخرت کی خوشحالی کی خواہش ہے۔ اس کے لئے یہی بہتر ہے۔ کہ تکالیف دُنیوی کو بانشراح صدر اُٹھالے اور اس نابکار گھر کی عزت اور ذلت کو کچھ چیز نہ سمجھے۔ یہ دُنیا بڑا دھوکا دینے والا مقام ہے جس کو آخرت پر ایمان ہے، وُہ کبھی اس کے غم سے غمگین اور نہ اُس کی خوشی سے خوش ہوتا ہے۔ والسلام"

(الحکم ۲۴ جنوری ۱۹۰۱ء)

مدینۃ المسیح

۴۔ فروری ۳۔ بجے بعد دوپہر کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو کل صبح سے کھانسی کی زیادہ شکایت ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔

۲۔ جنوری کو مبلغین جماعت احمدیہ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی مولوی ظہور حسین صاحب کے مکان پر دعوت طعام کی۔ اور حضور نے مبلغین کو مصافحہ کا شرف بخشا۔

یکم فروری کو قادیان کی مارننگ کلب کی ہاکی ٹیم نے بٹالہ کی بیرنگ سکول ہاکی ٹیم سے بٹالہ میں میچ کھیلا۔ اور ایک کے مقابلہ میں سات گول پر جیت گئی۔

لوکل جماعت احمدیہ زلزلہ کے مصیبت زدگان کے لئے سرگرمی سے چندہ فراہم کر رہی ہے۔

اخبار احمدیہ

انجمن ترقی اسلام امرتسر کی قرارداد

انجمن ترقی اسلام امرتسر کا ایک اجلاس ۱۹ جنوری ۱۹۳۴ء کو برمکان ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب مرحوم زیر صدارت سید بہاول شاہ صاحب منعقد ہوا۔ جس میں مختلف احباب نے تقاریر کیں۔ متفقہ طور پر خاکسار کو سکرٹری منتخب کیا گیا۔ اور حسب ذیل قرارداد پاس ہوئی:۔

چونکہ صفدر جنگ صاحب ہمایوں سابق سکرٹری نے اپنے عُہدہ کے فرائض کو نہایت تندہی اور جوش مخلصانہ سے سرانجام دیا ہے۔ اس لئے ان کی شاندار خدمات کے عوض ان کو ہدیہ تہنیت پیش کیا جاتا۔ اور شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ نیز دعا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ ان کو سلسلہ حقہ کی مزید خدمات کی توفیق عطا کرے۔ اور ان کے دینی اور دنیوی مقاصد میں کامیابی بخشے۔ آمین

خاکسار محمد شفیع احمدی۔ مالک نور اینڈ کمپنی۔

اعلان ایک شخص مسمی بشیر احمد ولد زین العابدین سکنہ ٹھٹھہ غلام نبی درمیانہ قد رنگ زردی مائل سامنے کے دانت لمبے مختلف جماعتوں میں جا کر بے روزگاری کا بہانہ۔ اور اپنی ہمشیرہ کے رشتہ کا چکمہ دے کر لوٹتا پھرتا ہے۔ احباب اس سے ہوشیار رہیں:۔ خاکسار عطا محمد از شیخوپورہ:۔

تبادلہ بابو فضل الدین صاحب اوورسیر ایم۔ ای۔ ایس کا تبادلہ لاہور چھاؤنی میں ہو گیا ہے۔ آپ جتنا عرصہ جالندھر چھاؤنی میں رہے۔ احمدی وغیر احمدی۔ ہندو۔ سکھ۔ عیسائی۔ غرضیکہ ہر فرقہ۔ اور ہر قوم کے لوگ آپ سے خوش رہے۔ احباب ان کی صحت و تندرستی اور مشکلات سے بچنے کے لئے دعا فرمائیں:۔ (نامہ نگار)

شکریہ میرا لڑکا عبد الکریم کلرک دارالسلام افریقہ اللہ تعالےٰ کے فضل اور حضرت صاحب کی دعاؤں کے طفیل اب صحت یاب ہوا ہے۔ میں ان سب احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے میرے لڑکے کیلئے دعائیں کیں۔ خاکسار محمد بخش از جہلم

درخواست ہائے دُعا ۱- ڈاکٹر محمد احسان صاحب سلسلہ کے آنریری مبلغ ہیں۔ اور بہت مفید کام کرتے رہتے ہیں۔ وہ آج کل اپنے وطن ساڈھورہ میں بیمار ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ واحباب کرام سے درخواست ہے۔ کہ ان کی صحت کے لئے دُعا کریں:۔ ناظر دعوت و تبلیغ۔ قادیان۔

۲- مولوی رحمت علی صاحب جاوا سے لکھتے ہیں۔ کہ زوجہ ڈیگا ابھی تک بیمار ہے۔ اس کی صحت کے لئے احباب سے دُعا کی درخواست ہے۔ ناظر دعوت و تبلیغ۔ قادیان:۔ ۳- عاجز کے بڑے بھائی صاحب کئی دنوں سے سخت بیمار ہیں۔ احباب کرام اور خصوصاً حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سے التجا ہے۔ کہ ان کی صحت یابی کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار سید حمید الدین احمد از جمشید پور۔ ۴- خاکسار کے والد مولوی سید اختر الدین احمد صاحب احمدی بخار اور کھانسی میں مبتلا ہیں۔ اور میرے چچا مولوی سید محمد احمد صاحب کے ہاتھ کا ایک زخم ہونے کے سبب اپریشن ہوا ہے۔ احباب دونوں کی صحت کے لئے دُعا کریں۔ خاکسار سید بدر الدین از کوسمبی:۔ ۵- دوست دُعا کریں۔ اللہ تعالےٰ میرے گناہوں کو بخشے۔ اور اپنی رضامندی کی راہوں پر چلنے کی توفیق دے۔ نیز شیخ خادم حسین صاحب و چوہدری محمد شریف صاحب کے لئے بھی دُعا فرمائی جائے۔ خاکسار غلام محمد۔ دہلی:۔ ۶- اہلیہ عزیز خواجہ غلام محمد صاحب گلگت بعارضہ وجع المفاصل ایک ماہ سے۔ نیز حاجی عبد الغنی صاحب دائیں آنکھ کی کمی بصارت کے باعث بیمار ہیں۔ دوست ہر دو مریضوں کی بحالی صحت کے لئے دُعا فرمائیں۔ خاکسار عبد الغفار۔ بانڈی پور کشمیر:۔ ۷- میری والدہ صاحبہ ایک سال سے سخت بیمار ہیں۔ احباب دعا فرمائیں۔ خدا انہیں صحت کلی عطا فرمائے۔ خاکسار غلام احمد از ستھوکی چھٹہ:۔ ۸- بابو فتح محمد صاحب شرما بیمار ہیں اور شفائے عاجلہ اور حل مشکلات و حسنات دینی و دُنیاوی کے لئے احباب سے دُعا کی درخواست کرتے ہیں۔ منیجر الفضل۔ قادیان:۔ ۹- میرے ایک مہربان و عزیز بعض معاملات کی وجہ سے پریشان ہیں۔ ان کے لئے دوست دُعا کریں۔ خاکسار رحمت از کندیاں:۔ ۱۰- احباب دُعا کریں۔ کہ اللہ تعالےٰ مجھ کو اور میرے عیال کو ہر قسم کے ضرر رساں اثرات سے محفوظ رکھے۔ خاکسار چوہدری شریف احمد۔ مالیر کوٹلہ۔ ۱۱- دوست دعا کریں۔ کہ اللہ تعالےٰ مجھے احمدیت کے برکات سے مستفیض فرمائے۔ میرا جینا اور مرنا خدا کے لئے ہو۔ خاکسار ڈاکٹر فیروز الدین از ایبٹ آباد

اعلان نکاح ۳۱ جنوری ۱۹۳۴ء کو اللہ دتا ولد میاں جیون صاحب کا نکاح اللہ سوائی ولد اللہ دتہ کے ساتھ مبلغ ۲۵- روپیہ مہر پر پڑھا گیا۔ خاکسار غلام یٰسین از خوشاب:۔

۱۵ جنوری کے زلزلہ کے متعلق ایک نہایت اہم مضمون

زلزلہ کی پیشگوئی کے پورا ہونے کے متعلق ایک ہینڈ بل بسلسلہ ندائے ایمان نمبر ۵ حسب ہدایت وارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ جناب حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے۔ بوجہ اس کے کہ آپ کا اس پیشگوئی سے ایک تعلق ہے۔ تیار فرما رہے ہیں۔ یہ ہینڈ بل مختلف زبانوں میں شائع کیا جائیگا

مَیں یہ صرف انہی جماعتوں کو بھیجوں گا جن کی طرف سے سابقہ ندائے ایمان۔ اور ٹریکٹس کی قیمتیں وصول ہو چکی ہیں۔ اس لئے مقامی کارکنان تبلیغ جماعت ہائے احمدیہ سابقہ رقوم وصول کر کے جس قدر جلد ہو سکے۔ نظارت دعوت و تبلیغ کو بھیجدیں۔

یہ ٹریکٹ نہایت ہی اہم ہے۔ اور امید ہے۔ کہ جماعتیں بوجہ عدم ادائیگی رقوم کے اس کی اشاعت کے ثواب سے محروم نہ رہیں گی:۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ۔ قادیان

ولادت ۱- ۱۳- جنوری ۱۹۳۴ء کو اللہ تعالےٰ نے میرے ہاں لڑکا عنایت کیا جس کا نام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے محمد الطاف رکھا ہے۔ احباب مولود کی درازی عمر و خادم دین و با اقبال ہونے کیلئے دُعا فرمائیں۔ خاکسار شاہزادہ خان۔ قادیان۔

۲- اللہ تعالےٰ نے اپنے خاص فضل سے مجھے بچہ عطا کیا ہے۔ جس کا نام مبارک احمد رکھا گیا ہے احباب درازی عمر اور خادم دین ہونے کے لئے دُعا فرمائیں۔ خاکسار مرزا محمد حسین۔ راولپنڈی۔

۳- ۳۱- جنوری اللہ تعالیٰ کے فضل سے میرے لڑکے عبد الرحیم بٹ کے ہاں لڑکا تولد ہوا ہے احباب دُعا کریں۔ اللہ تعالےٰ عمر دراز دے۔ اور خادم دین بنائے۔ خاکسار محمد بخش از جہلم:۔

دُعائے مغفرت ۱- ہماری جماعت کے ایک نوجوان محمد نامی ۲۱- رمضان المبارک کو فوت ہو گئے ہیں۔ اور ایک نوجوان بیوی اور ۴ بچے خورد سالہ یادگار چھوڑے ہیں۔ احباب دعائے مغفرت کریں۔ خاکسار عبد المجید از بھینی شرقپور:۔ ۲- مسمات خیر النساء بیگم بنت شیخ عبد الرحمٰن صاحب احمدی نوشہرہ ضلع پشاور نے ۲۲ جنوری ۱۹۳۴ء کو چند دن کی بیماری کے بعد اپنے بوڑھے والدین کو داغ مفارقت دے کر داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ مرحومہ پابند صوم و صلوٰۃ تھی۔ احباب دُعائے مغفرت کریں۔ خاکسار فتح محمد۔ از لاہور:۔

احمدی ڈاکٹروں کے متعلق اعلان

انڈین میڈیکل کونسل کے نمائندہ کا عنقریب انتخاب ہونے والا ہے۔ اس کے لئے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۹۴ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۲ شوال ۱۳۵۲ھ | جلد ۲۱

بڑے زور آور حملوں سے حضرت مسیح موعودؑ کی سچائی کا ظہور

نہ صرف زلزلے بلکہ اور بھی ڈرانے والی آفتیں ظاہر ہونگی کچھ آسمان سے اور کچھ زمین سے

(پیشگوئی حضرت مسیح موعودؑ)

زلزلہ کے متعلق مزید تفصیلات

حال میں رونما ہونے والے زلزلہ کے متعلق جو تفصیلات شائع ہو رہی ہیں۔ ان سے جہاں اس عذاب الٰہی۔ اور قہر خداوندی کی شدت اور وسعت میں ہولناک اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ جس نے دم بھر میں ہزارہا جانوں کا خاتمہ کر دیا۔ کروڑہا روپیہ کے مال و اسباب کو برباد کر دیا۔ اور لاکھوں انسانوں کو زندہ در گور بنا دیا۔ کیونکہ بالفاظ "ملاپ" (۲۴ جنوری) "جو بے چارے زندہ ہیں۔ وہ مُردوں سے بھی بدتر ہیں۔ انہیں نہ کھانے کو روٹی نصیب ہے۔ اور نہ تن ڈھانکنے کو کپڑا۔ اور نہ سر چھپانے کو کوئی جگہ" وہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس پیشگوئی کی ایک ایک شق کی تصدیق بھی ہوتی جاتی ہے۔ جس میں آپ نے آج سے کئی سال قبل خدا تعالےٰ سے علم پا کر اہلِ ہند کو ہیبت ناک اور تباہ کن زلزلوں کے آنے کی خبر دی تھی۔ اور جس کے کئی ایک پہلوؤں کی صداقت ہم گزشتہ پرچوں میں پیش کر چکے ہیں۔

قیامت کا نظارہ

اس پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے ایک بات یہ تحریر فرمائی تھی۔ کہ

"وہ دن نزدیک ہیں۔ بلکہ میں دیکھتا ہوں۔ کہ دروازے پر ہیں۔ کہ دُنیا قیامت کا نظارہ دیکھے گی۔ اور نہ صرف زلزلے۔ بلکہ اور بھی ڈرانے والی آفتیں ظاہر ہونگی۔ کچھ آسمان سے۔ اور کچھ زمین سے۔" (حقیقۃ الوحی۔ صفحہ ۲۵۶)

چنانچہ وہ دن آ گئے۔ جب دُنیا نے قیامت کا نظارہ دیکھ لیا اور ۱۵۔ جنوری کے زلزلہ نے جو خوف و دہشت پیدا کی۔ اس کی وجہ سے جس قدر جانی اور مالی نقصان ہوا۔ اور اس کے اثرات جس رنگ اور جس طریق سے ظاہر ہوئے۔ انہیں دیکھ کر ہر مذہب و ملت کے لوگوں نے اقرار کیا۔ کہ فی الواقعہ وہ قیامت کا ہی نظارہ تھا۔ لوگوں کے مونہوں سے بے اختیار "قیامت آگئی" کے الفاظ نکل گئے۔ اور حالات لکھنے والوں نے اس تباہی و بربادی کو قیامت ہی قرار دیا۔ اس کے متعلق بیسیوں حوالہ جات پیش کئے جا سکتے ہیں۔ جن میں سے چند ایک پیش بھی کئے جا چکے ہیں۔ اور ایک دو درج ذیل ہیں:-

اخبار حقیقت (۲۱۔ جنوری) نے ایک چشم دید شاہد کا نہایت دردناک بیان شائع کیا جس میں اس نے یہ بھی لکھا۔ کہ

"ایسا معلوم ہوتا تھا۔ گویا دُنیا ختم ہونے والی ہے۔ لوگ ایک جگہ سے دُوسری جگہ اٹھ کر جانے کی کوشش کرتے تھے۔ لیکن پھر گر پڑتے تھے۔ یکایک لوگوں کے مونہہ سے قیامت قیامت کی آوازیں بلند ہوئیں۔"

اخبار ملاپ (۲۵۔ جنوری) نے لکھا:-

"دربھنگہ۔ مونگھیر۔ مظفر پور میں تو قیامت برپا ہو گئی ہے۔"

اسی قسم کے بیسیوں حوالے پیش کئے جا سکتے ہیں جن سے ظاہر ہے۔ کہ فی الواقعہ پندرہ جنوری کے زلزلہ سے دُنیا نے قیامت کا نظارہ دیکھ لیا۔ چونکہ اس بارے میں ہم پہلے بھی لکھ چکے ہیں۔ اس لئے اب ہم اس کے ملحقہ دوسرے الفاظ کے متعلق مختصراً عرض کرنا چاہتے ہیں جو یہ ہیں۔ کہ "نہ صرف زلزلے بلکہ اور بھی ڈرانے والی آفتیں ظاہر ہونگی کچھ آسمان سے اور کچھ زمین سے۔"

زلزلوں کا سلسلہ

قیامت کا نظارہ دکھانے والا زلزلہ تو ۱۵۔ جنوری کو آیا۔ مگر پیشگوئی کے یہ الفاظ جو اوپر درج کئے گئے ہیں۔ بتاتے ہیں۔ کہ ڈرانے والے اور زلزلے بھی اس بڑے زلزلہ کے ساتھ آئیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اس تباہ کن زلزلہ کے بعد اس وقت تک کئی ایک زلزلے آ چکے ہیں۔ چنانچہ اخبار "الجمعیۃ" دہلی (یکم فروری) میں "مولانا عظمت اللہ صاحب نائب مفتی و نمائندہ جمعیۃ علماء ہند" کا ایک خط درج کیا گیا ہے جس میں وہ لکھتے ہیں۔ "پٹنہ میں ۳۰۔ مرتبہ زلزلہ محسوس کیا گیا۔" "پھلواڑی میں ۲۱۔ مرتبہ زلزلہ محسوس کیا گیا۔" یہی حال دوسرے مقامات کا ہے۔ کہ وہاں بھی اس وقت تک کئی بار زلزلہ آ چکا ہے۔ اور ان زلزلوں نے لوگوں کو نہایت ہی خوفزدہ کر رکھا ہے۔ اور یہ زلزلے ڈرانے کا موجب بن رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ جن کے مکان گر چکے ہیں۔ وہ تو سخت سردی میں کھلے میدانوں میں پڑے ہیں۔ لیکن جن کے مکانات بچ گئے ہیں۔ یا کچھ حصہ بچ گیا ہے۔ ان میں سے بھی اکثر اپنے مکانات کے قریب تک نہیں جاتے۔

خوف وہراس کی ایک مثال

لوگوں کے خوف وہراس کے متعلق صرف ایک مقام (مظفر پور) کے ایک وقت کا نقشہ بنارس ہندو یونیورسٹی کے ایک پروفیسر نے ان الفاظ میں کھینچا ہے۔

"میں ایک موٹر میں بیٹھ کر شہر کے کچھ حصوں کو دیکھنے گیا۔ گیارہ بجے کے قریب میں نے بازاروں میں کھڑے قریباً تمام لوگوں کو حاجی پور روڈ کی طرف بھاگتے دیکھا۔ ہم نے اپنی موٹر کھڑی کر لی۔ اور کچھ آدمیوں سے دریافت کیا۔ کہ کیا معاملہ ہے۔ مگر کوئی ہمارے ساتھ بات کرنے کو تیار نہیں تھا۔ سب کے ہوش و حواس گم تھے۔ میں نے بڑی مشکل سے ایک آدمی کو پکڑا۔ اس نے مجھے بتایا۔ کہ ریلوے سٹیشن پر کماشتی پور سے ایک پیغام آیا ہے۔ کہ ایک طوفان آیا ہے اب وہ طوفان مظفر پور کی طرف بڑھ رہا ہے۔ ریلوے سٹیشن کا سٹاف سٹیشن اور کوارٹروں کو چھوڑ کر اپنی جانیں بچانے کے لئے بھاگ گیا ہے۔ عدالتوں کے کلرک اور افسران بھی بھاگ پڑے۔ آن کی آن میں تمام شہر میں خوف و ہراس پھیل گیا۔ اور لوگ اپنی پیاری جانوں کو بچانے کے لئے ادھر اُدھر بھاگ گئے۔ اور یہ سوچ کر کہ آخری وقت آ پہونچا ہے۔ پرماتما سے پرارتھنا کرنے لگے۔ ہم بھی دوڑ کر اپنے گھروں کو گئے۔ اور عورتوں اور بچوں کو بہت بُری حالت میں دیکھا۔ میں نے موٹر کو سڑک پر چھوڑ دیا۔ اور بیوی۔ بچوں کو لے کر آخری وقت کے لئے بیٹھ گیا۔ اور اس خیال سے اپنے دل کو تسلی دی۔ کہ چلو سب اکٹھے تو مریں گے۔ اس طرح ہم ایک گھنٹہ تک آخری وقت کا انتظار کرتے رہے مگر طوفان آتا کہیں نظر نہ آیا۔ عین اس وقت کمتا پور کی طرف ہم ایک گرد ہوائی کو تاریک اور سُرخ ہوتے دیکھا۔ ہم نے سوچا کہ اب آفت آئی۔ ہم ایک دوسرے سے مصافحہ کیا۔ بچوں کو چوما۔ اور کچھ نے گانا شروع کر دیا۔ مگر رویا کوئی نہ۔ اس وقت کی ہمارے دل کی حالت کا خیال کیا جا سکتا ہے۔ اسے بیان نہیں کیا جا سکتا۔" (پرتاپ ۲۷ جنوری)

اس سے زلزلہ کے بعد لوگوں میں پیدا ہونے والے خوف وہراس کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ اور جب ایک بے بنیاد افواہ سے اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگوں تک کے ہوش و حواس اس طرح گم ہو سکتے ہیں۔ تو زلزلہ کا ہر جھٹکا لوگوں کو جس درجہ خوفزدہ بنا سکتا۔ اور ان کے دلوں میں جس قدر ڈر پیدا کر سکتا ہے۔ اس کا خیال ہی کیا جا سکتا ہے۔ اسے بیان نہیں کیا جا سکتا۔

غرض قیامت کا نظارہ پیش کرنے والے زلزلہ کے بعد ڈرانے والی آفتوں میں سے زلزلوں کا سلسلہ بھی ایک آفت ہے جس کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کے الفاظ میں موجود ہے۔ اور زلزلہ کا ہر جھٹکا اس پیشگوئی کی صداقت ظاہر کر رہا ہے۔ اس کے ساتھ ہی جو اور آفتیں ظاہر ہو رہی ہیں۔ وہ حسب ذیل ہیں:

زمین ناقابل کاشت ہوگئی

زلزلہ کی وجہ سے جانی اور مالی نقصان کے ساتھ ہی جو بہت بڑا اور غیر معمولی نقصان ہوا۔ وہ یہ ہے۔ کہ کئی ایک علاقوں کی زمین ناقابل کاشت ہو گئی ہے۔ بعض جگہ زمین کے شق ہو جانے کی وجہ سے اتنی اتنی گہری غاریں بن گئی ہیں۔ کہ ان کو پُر کرنا ناممکن ہے۔ بعض جگہ پانی ہی پانی کھڑا ہے۔ اور بعض جگہ اس قدر ریت اندر سے نکل کر سطح پر آ گئی ہے۔ کہ اس نے ہر قسم کی کھیتی باڑی ناممکن بنا دی ہے۔ اور اس طرح نہایت وسیع رقبہ میں ایسی آفت آئی جس کی وجہ سے نہ صرف موجودہ اور کھڑی فصلیں تباہ و برباد ہو گئی ہیں بلکہ آئندہ کے لئے بھی کسی قسم کی فصل کی کوئی توقع نہیں رہی۔ جیسا کہ ذیل کے بیانات سے ظاہر ہے جو بچشم خود دیکھنے والے ذمہ دار لوگوں نے شائع کرائے ہیں:

"پرتاپ" (۲۷۔ جنوری) لکھتا ہے۔

"پٹنہ ۲۵۔ جنوری۔ زلزلہ سے کھڑی فصلوں کا نقصان معلوم کرنے کے لئے ہوائی جہاز کے ذریعہ کوشش کی گئی تھی۔ اس پارٹی کے ایک ممبر مسٹر نیبر ڈیدر نے کہا۔ نارتھ ویسٹرن ریلوے کے مسٹر متھویز کے ہمراہ ہم نے سیتا مڑھی تک پرواز کیا۔ ٹریسڈ فیکٹری سے بوسنڈ فیکٹری تک زمین بُری طرح زیر آب ہو گئی ہے۔ اور اس میں کئی شگاف پیدا ہو گئے ہیں۔ بہت سی زمین کاشت کے قابل نہیں رہی۔ اور اسے دوبارہ زیر کاشت لانا مشکل ہوگا۔ بوسنڈ فیکٹری سے آگے دائیں طرف ایک حصہ پر بہت بُری طرح ریت پڑ گئی ہے۔ ریگا شوگر فیکٹری کے نزدیک تو طوفان نے بدترین حالت پیدا کر دی ہے۔ مگر وہاں ریت اتنی نہیں پڑی۔ ریگا سے سیتا مڑھی تک زمین ابھی تک زیر آب ہے"۔

"اہلحدیث" (۲۔ فروری) میں ایک خط درج ہوا ہے جس میں لکھا ہے۔

"کھیتوں میں بجائے فصل کے بالو کا انبار یا پانی ہو گیا۔ زمین قابل کاشت باقی نہیں رہی"۔

"ملاپ" (۳۔ فروری) "پٹنہ ۳۱۔ جنوری۔ بابو راجیشور پرشاد نے ایک بیان شائع کیا ہے۔ جس میں لکھا ہے۔ "وہ کھیت جو ۱۵۔ جنوری ۲ بجے بعد دوپہر تک دھان کی فصل کے لئے نہایت مفید تھے دفعتہً ریگستان میں تبدیل ہو گئے ہیں۔ اور کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ آیا زلزلہ کے باعث جو ریت زمین کے جگر سے نکل کر خوشگوار کھیتوں میں پڑی ہے۔ وہ صحرا کی دائمی صورت اختیار کر جائیگی۔ یا اس ریگستان کے نخلستان میں تبدیل ہو جانے کا کوئی امکان باقی ہے۔ زمین شق ہو جانے سے جو پانی نکل کر سیلاب کی شکل میں دور دراز تک پھیلا ہوا ہے۔ اس کے متعلق بھی یہ اندازہ لگانا مشکل ہے۔ کہ آیا یہ پانی خشک ہو جائے گا۔ یا ان علاقوں کو ہمیشہ کی طرح مستقل جھیلوں۔ اور جوہڑوں میں تبدیل کر دے گا"۔

ظاہر ہے۔ کہ یہ مصیبت اور بلا کوئی معمولی چیز نہیں۔ اتنے بڑے رقبہ کا ناقابل کاشت ہو جانا ایک نہایت ہی غیر معمولی حادثہ ہے۔ اور غالباً یہ پہلا واقعہ ہے۔ کہ ایک زلزلہ نے جس کے متعلق ابھی تک وثوق کے ساتھ یہ بھی نہیں کہا جا سکتا۔ کہ کہاں سے شروع ہوا ہے۔ اس قدر تباہی پیدا کی ہو۔

فصل نیشکر کی تباہی

دوسری بہت بڑی آفت یہ ظاہر ہوئی۔ کہ اس علاقہ کی سب سے بڑی فصل گنا بالکل تباہ ہو گئی ہے۔ کچھ تو زمین کے زیر و زبر ہونے کی وجہ سے اور باقی شکر سازی کے کارخانوں کے تباہ ہو جانے کے باعث۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

۱۔ "کپتان ڈیلیٹن کا بیان ہے۔ کہ شمالی بہار کے شکر سازی کے متعدد کارخانے اور صوبہ بھر کی سب سے بڑی صنعت شکر سازی تباہ ہو چکی ہے"۔ (انقلاب ۲۰۔ جنوری)

۲۔ "پٹنہ میں ۲۳۔ جنوری کو ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے گورنر بہار نے کھانڈ کے کارخانجات کے نقصان کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔ "شمالی بہار کے تین اضلاع میں دو لاکھ ایکڑ زمین میں گنے کی فصل تھی۔ جو تباہ ہو گئی ہے"۔ (ملاپ ۲۵۔ جنوری)

۳۔ "کھانڈ کے کارخانوں کی تباہی سے بھی زراعت پیشہ لوگوں کو سخت نقصان پہنچا ہے۔ کیونکہ کارخانوں والوں نے گنا خریدنا بند کر دیا ہے۔ جن تین اضلاع میں زلزلہ سے نقصان ہوا ہے۔ ان میں ۲۰ لاکھ ایکڑ گنے کی فصل کھڑی ہے۔ کھانڈ کے آدھے کارخانوں کے کام کے ناقابل ہو جانے کی وجہ سے گنے کی فصل کے کھپنے کی کوئی امید نہیں"۔ (پرتاپ ۲۷۔ جنوری)

۴۔ "۳۱۔ جنوری کو پٹنہ کے ایک سرکاری اعلان میں بتایا گیا ہے کہ "نرہٹ کے قریب دو ہزار میل کا رقبہ تباہ ہو گیا ہے۔ جس میں گنے کی کاشت کی گئی تھی"۔ (انقلاب ۲۔ فروری)

یہ نقصان بھی کوئی معمولی نقصان نہیں ہے:۔

جمع شدہ اناج خراب ہوگیا

تیسری آفت یہ آئی۔ کہ مکانوں میں جمع شدہ اناج مکانوں کے گرنے و سیلاب کے آنے اور بارشوں کی وجہ سے خراب ہو گیا۔ چنانچہ "ملاپ" (۲۔ فروری) لکھتا ہے:۔

"اس تباہی میں جمع کیا ہوا اناج خراب ہو گیا ہے اور کھانے کے قابل نہیں رہا"۔

گویا جو کچھ لوگوں کے گھروں میں موجود تھا۔ وہ یوں برباد ہو گیا۔ اور آئندہ وسیع رقبہ میں کچھ پیدا ہونے کی کوئی امید نہ رہی۔

قہر کی سردی

اسی سلسلہ میں اس آفت نے بھی غضب ڈھایا۔ کہ زلزلہ کے بعد غیر معمولی طور پر سردی پڑنے لگ گئی۔ خویش و اقارب کی لاشوں کے ڈھیروں اور تمام مال و اسباب تباہ ہو جانے کے بعد اپنے مکانات کے کھنڈروں پر بیٹھے ہوئے نیم مردہ انسان جن کے لئے کہیں سر چھپانے کے لئے جگہ نہ رہی۔ انہیں قہر کی سردی نے آ گھیرا۔ چنانچہ "ملاپ" ۲۴۔ جنوری لکھتا ہے:۔

"ایک اور بڑی مصیبت کی بات یہ ہو گئی ہے۔ کہ علاقہ میں قہر کی سردی پڑ رہی ہے"۔

ان دنوں جس شدت کی سردی پڑ رہی ہے۔ اس سے گھروں میں بیٹھے ہوئے۔ گرم کپڑے پہنے ہوئے۔ آگ تاپتے ہوئے گرم اور نرم بستروں میں لیٹے ہوئے لوگوں کے بھی دانت سے دانت بج رہے ہیں۔ اور ہر شخص سردی کی تکلیف سے نالاں ہے اس کے مقابلہ میں ان لوگوں کی حالت کا اندازہ لگائیے۔ جو عزیز و اقارب کی نہایت ہی عبرتناک ہلاکت کا منظر دیکھ کر سوگوار بیٹھے ہیں۔ مکانات کے کھنڈر بن جانے کی وجہ سے آسمان کی چھت کے نیچے کھلی ہوا میں پڑے ہیں۔ سب کچھ تباہ ہو جانے کی وجہ سے نہ اوڑھنے کو کپڑا اور نہ کھانے کی کوئی چیز رکھتے ہیں۔ ان روح فرسا حالات میں ان کے لئے قہر کی سردی جتنی بڑی آفت ہے۔ اس کے قیاس سے ہی جسم کانپنے اور دل دھڑکنے لگتا ہے۔

زمین سے آگ کا نکلنا

پھر جہاں ایک طرف تو سردی نے ستم ڈھا رکھا ہے۔ وہاں دوسری طرف یہ بھی خبر ہے۔ جو اخبار سرچ لائٹ نے شائع کی ہے۔ کہ

"جب ۱۵۔ جنوری کو بھونچال آیا۔ تو اس کے ساتھ ہی زمین سے آگ نکلنی شروع ہو گئی۔ جس سے دو گاؤں اکیدھرم۔ اور پنیتو کا ضلع بتیا تباہ ہو گئے"۔ (ملاپ ۳۔ فروری)

حالانکہ جہاں یہ گاؤں آباد تھے۔ وہ کوئی آتش فشاں مقام نہیں۔ مگر زلزلہ کے وقت وہاں زمین سے آگ نکلنی شروع ہو گئی۔

مختلف وبائیں

ان آفات کے ساتھ ہی مختلف قسم کی وبائیں بھی پھوٹ پڑی ہیں۔ اس بے سر و سامانی کی حالت۔ اور اس شدت کی سردی میں نمونیا کا شروع ہو جانا تو معمولی بات ہے۔ اس کے علاوہ ہیضہ اور چیچک نے بھی لوگوں کو آ گھیرا ہے۔ چنانچہ اخبار پرتاپ (۲۷۔ جنوری) لکھتا ہے۔

"مظفر پور سے آمدہ ایک شخص کا بیان ہے۔ کہ ۲۴۔ جنوری سے وبائی امراض مثلاً ہیضہ وغیرہ کے کیس ہونے بھی شروع ہو گئے ہیں"۔

سکرٹری شعبہ نشر و اشاعت بہار ریلیف کمیٹی مونگھیر کا ایک اعلان جو ۲۸۔ جنوری کے متعلق تھا۔ اور ۲۔ فروری کے "زمیندار" میں شائع ہوا۔ اس میں لکھا ہے۔

"آج کی لاشوں میں اس قدر تعفن تھا۔ کہ ہر جگہ کھڑا ہونا مشکل تھا۔ خصوصاً آخر میں جو تین لاشیں ایک مرد۔ ایک عورت اور ایک بچہ کی نکالی گئیں۔ ان کی حالت بہت ابتر تھی۔ یہ لاشیں ابھی ملبہ کے نیچے دبی ہوئی تھیں۔ لیکن ان کی بدبو تقریباً ایک میل تک پھیلی ہوئی تھی۔ ان میں دو دو انچ لمبے کیڑے پڑے ہوئے تھے۔ چیچک کی وبا پھیلی ہوئی ہے"۔

قیامت کی بارش

یہی آفات کوئی کم نہ تھیں۔ کہ سخت بارش نے قیامت بالائے قیامت برپا کر دی جیسا کہ ذیل کی اطلاعات سے ظاہر ہے:۔ (بقیہ صفحہ ۱۰ کالم اول)

انگلستان میں تبلیغ اسلام

جناب خان صاحب مولوی فرزند علی صاحب سابق مبلغ انگلستان کی وہ تقریر جو آپ نے ۲۸ دسمبر ۱۹۳۳ء کو جلسہ سالانہ پر کی (ایڈیٹر)

پیشتر اس کے کہ میں اصل مضمون شروع کروں۔ اپنے عزیز دوست اور معاون مولوی محمد یار صاحب مولوی فاضل کا سلام آپ سب بھائیوں کو پہنچاتا ہوں۔ ہوائی ڈاک میں ان کا ایک خط مجھے ملا ہے۔ جس میں انہوں نے لکھا ہے۔ کہ اگر آپ کو موقعہ ملے۔ تو جلسہ سالانہ کے موقعہ پر میرا سلام احباب کو پہنچا دیں۔ اور دعا کے لئے درخواست کر دیں میرا مضمون جناب چودھری ظفر اللہ خانصاحب کی طرح کوئی علمی مضمون نہیں۔ بلکہ صرف وہ چند باتیں جو زبانی یاد آ جائیں۔ اور انگلستان میں اپنے پانچ سالہ قیام کے جو واقعات یاد آئیں۔ انہیں بیان کرنا ہے

کچھ اپنے متعلق

سب سے پہلے میں ایک بات کا اظہار تحدیث نعمت کے طور پر کرتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے اشعار میں جو اپنی ذات کے متعلق فرمائے ہیں۔ ان میں سے ایک دو شعروں کو میں اپنے حسب حال پاتا ہوں۔ اور خصوصاً یورپ سے واپسی کے موقعہ پر وہ میرے وردِ زبان رہتے تھے۔ اور وہ شعر یہ ہیں

یہ سراسر فضل و احسان ہے کہ میں آیا پسند ٭ ورنہ درگاہ میں تری کچھ کم نہ تھے خدمتگزار
لوگ کہتے ہیں کہ نالائق نہیں ہوتا قبول ٭ میں تو نالائق بھی ہو کر پا گیا درگاہ میں بار

جس منصب عظیم اور پاکیزہ مقصد کے لئے ہمارے آقا نے مجھے ۱۹۲۸ء میں منتخب فرمایا۔ میں نے اپنے آپکو بغیر کسی کسر نفسی کے کبھی بھی اس کا اہل نہیں سمجھا۔ ۱۹۲۱ء میں جب حضور نے مجلس مشاورت کی بنیاد رکھی تو اس میں ۴۰۔۵۰ احباب شامل ہوئے تھے۔ اس میں منجملہ دیگر مسائل کے ایک یہ بھی تھا۔ کہ مفتی محمد صادق صاحب اور مولوی محمد دین صاحب کو انگلستان اور امریکہ سے واپس بلا لیا جائے۔ اور ان کی جگہ دوسرے آدمی بھیجے جائیں۔ حضور نے فرمایا۔ کہ دوست مشورہ دیں۔ کہ ان کی جگہ کسے بھیجا جائے۔ جو لوگ اس کے لئے تجویز ہوئے۔ ان میں میرا نام بھی تھا جسے سنکر حضور نے فرمایا۔ کہ میں نے تو کبھی نہیں سمجھا۔ کہ یہ لیکچرار بھی ہیں ان دوستوں نے جو مجھ سے حسن ظن رکھتے تھے۔ یا جماعت فیروزپور میں میری تنظیم سے متاثر تھے۔ اصرار کیا۔ کہ یہ کام چلا لیں گے۔ لیکن حضور اپنی رائے پر قائم رہے۔ اور چند روز بعد جب میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے عرض کیا۔ کہ میں حضور کی اس رائے سے متفق ہوں۔ کہ بلاد مغربیہ میں تبلیغ کے لئے بھیجے جانے کے میں قابل نہیں ہوں۔ اس لئے میرے کبھی وہم و گمان میں بھی یہ بات نہ آئی تھی۔ کہ حضور پھر کبھی اس کام کے لئے مجھے چنیں گے۔ پس جب ۱۳ مارچ ۱۹۲۸ء کو مجھے یہ حکم ملا کہ تم کو ولائت بھیجنے کے لئے منتخب کیا گیا ہے۔ ملازمت سے فارغ ہو کر فوراً آ جاؤ۔ تو میری حیرانی اور خوشی کی کوئی حد نہ رہی۔ اور اس امتیاز کی وجہ سے میرا دل اس قدر جذبۂ تشکر سے پُر تھا۔ کہ گو اس سفر میں مجھے والدین۔ بیوی بچوں۔ دوست احباب اور وطن سے جدا ہونا پڑا مگر ان باتوں کا مجھ پر قطعاً کوئی اثر نہ تھا۔ اور اسی وجہ سے میں نے اپنے پانچ سالہ قیام انگلستان کو کبھی قربانی کے لفظ سے تعبیر نہیں کیا۔ میں نہیں سمجھتا۔ کہ ولایت میں تبلیغ دین کا جو حق تھا۔ اس کا کوئی حصہ بھی میں ادا کر سکا۔ مگر خیر جو کچھ مجھ سے ہو سکا۔ میں نے کیا۔ اللہ تعالےٰ کا شکر ہے۔ کہ اس نے پھر ایک بار مجھے قادیان کے اس عظیم الشان اجتماع میں شامل ہونے کا موقعہ دیا۔

میرا شوق تبلیغ

تبلیغ کا شوق کم و بیش ہر احمدی میں پایا جاتا ہے۔ اور میرے اندر بھی تھا مگر میرے اندر اسے تیز کرنے اور چمکانے میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی کوشش کا بہت حد تک دخل ہے۔ خلافت اولےٰ کے زمانہ میں آپ نے ایک جماعت انصار اللہ کے نام سے قائم کی۔ اور میں اس جماعت کے ابتدائی ممبروں میں سے ہوں۔ بلکہ ان لوگوں میں سے ہوں جنکو اس کے شروع کرنے سے قبل حضور نے استخارہ کرنے کا حکم دیا تھا۔ میں عرصہ تک اس کے لئے استخارہ کرتا رہا۔ اگرچہ مجھے علم نہ تھا۔ کہ یہ کس بات کے لئے ہے۔ اور جب میں نے استخارہ کے نتائج سے حضور کو مطلع کیا۔ تو حضور نے لکھا۔ کہ یہ اس مقصد کے عین مطابق ہے۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ انصار اللہ کی بنیاد اس لئے قائم کی گئی تھی۔ کہ صحیح معنوں میں تبلیغ کی جائے اس کے ممبروں کا نصب العین تبلیغ تھا۔ اور انہیں حکم تھا۔ کہ جو بھی موقعہ ملے اس میں ضرور تبلیغ کریں۔ اسی روح کے ماتحت میں نے ۱۹۱۳ء میں سال و سال کی رخصت حاصل کی تھی۔ اور میری تجویز یہ تھی۔ کہ حج سے فارغ ہو کر ولایت جاؤں۔ اور تبلیغ کی غرض سے وہاں کچھ عرصہ قیام کروں۔ مگر خدا کو یہ منظور نہ تھا۔ میرے والد صاحب بیمار ہو گئے۔ اور ان کا ارشاد تھا۔ کہ میں انہیں بمبئی پہنچا کر پھر ولایت اگر جانا ہو۔ تو جاؤں۔ بمبئی پہنچکر میں نے حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ کو تار دیا۔ تو آپ نے جواب دیا۔ کہ اس وقت واپس آ جاؤ۔ بہر حال اس وقت میرے دل میں ایک سچا جذبہ تھا۔ اور شاید اسی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھے پھر یہ موقعہ دیا

سفر ولایت

خیر میں اب انگلستان جاتے ہوئے بمبئی کے ایک ہوٹل میں ٹھہرا۔ اور جب اس کے مالک کو معلوم ہوا۔ کہ میں اشاعت اسلام کی غرض سے انگلستان جا رہا ہوں۔ تو وہ میرے پاس آیا۔ اور کہنے لگا۔ کیا ہی اچھا ہو کہ آپ لائت میں احمدیت کا ذکر نہ کریں۔ اور خالص اسلام پیش کریں۔ میں نے اسے جواب دیا کہ ہم تو احمدیت کو ہی خالص اسلام سمجھتے ہیں۔ اگر آپ کے خیال میں وہ کچھ اور ہے۔ تو اسے آپ لوگ جا کر پیش کریں۔ مسلمانوں میں ہماری مثال تو آٹے میں نمک کے برابر ہے۔ کیا وجہ ہے کہ لاکھوں کی جماعت میں سے تو ایسے لوگ پیدا ہو جائیں جو دین کی تبلیغ کے لئے بیرونی ممالک میں جائیں۔ مگر آپ لوگوں میں جو کروڑوں ہیں۔ کوئی بھی ایسا نہ ہو۔ اور کسی کو بھی یہ توفیق نہ ملے۔ اور کیا آپ کا منشاء ہے۔ کہ ہم اس وجود کا اظہار نہ کریں۔ جس کی طفیل ہمیں یہ نعمت حاصل ہوئی ہے۔ اس پر وہ بہت نادم ہوئے

جہاز میں تبلیغ کا اثر

جہاز میں بھی اللہ تعالےٰ کے فضل سے تبلیغ کا سلسلہ چل پڑا۔ اس جہاز میں کثیر حصہ مسافروں کا انگریز تھے۔ ان میں سے بعض کو چکر میں نے سلسلہ تبلیغ شروع کیا۔ اور ان کے اندر اسلام کے متعلق سخت جہالت پائی گئی۔ ایک عورت مجھے کہنے لگی۔ کہ کیا تم خدا کو مانتے ہو۔ وہ لوگ ہمیں Heathen یعنے بت پرست یا آتش پرست سمجھتے ہیں۔ میں نے اسے بتایا کہ ہم ہی صرف خدا پرست ہیں اس سے وہ بہت متاثر ہوئی۔ ولایت کی تقریروں میں بھی میں اپنے عقائد میں اس امر کو خصوصیت کے ساتھ بیان کیا کرتا تھا۔ کہ ہم خدا تعالےٰ کو وحدہٗ لاشریک مانتے ہیں تا اگر کسی کو غلط فہمی ہو۔ تو دور ہو جائے۔ تو جہاز میں جن لوگوں کے ساتھ سلسلہ تبلیغ شروع کیا گیا۔ ان پر اب تک اثر ہے۔ ان مسافروں میں ایک میجر تھے۔ جو رخصت پر ولایت جا رہے تھے۔ پچھلے دنوں جب میں راولپنڈی گیا۔ تو جماعت کے ساتھ وہ بھی میرے خیر مقدم کے لئے سٹیشن پر آئے ہوئے تھے باطن کا علم تو اللہ تعالےٰ کو ہے لیکن وہاں وہ ہمارے ساتھ نمازیں پڑھا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ جب رخصت کے اختتام پر واپس آنے لگے۔ تو ایک دن قبل مسجد آئے اور کہا۔ کہ میرا منشاء یہ ہے۔ کہ جانے سے پہلے نماز پڑھ جاؤں۔ ظہر کی نماز صوفی عبد القدیر صاحب نے پڑھائی لیکن وہ کہنے لگے۔ کہ میرا منشاء یہ تھا۔ کہ آپ کے ساتھ نماز پڑھوں۔ چنانچہ عصر کی نماز پھر میرے ساتھ پڑھی۔ تعدد ازدواج کے وہ بہت حامی تھے۔ دوسرے دوست ایک پادری کے داماد تھے۔ اب ان دنوں کیمبل پور میں مقیم ہیں۔ اور میرے ساتھ خاص محبت رکھتے ہیں۔

انگریزوں کا ناچ

جہاز پر ایک دن جبکہ سخت گرمی تھی۔ انگریز مسافروں نے پہلے گراموفون بجایا اور اس کے بعد ناچنے لگے۔ میں نے ان کا ناچ پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔۔۔ اس قدر شرم آئی۔ کہ جب کبھی ناچ کا باجا بجنے لگتا۔ تو میں چھپ جاتا تھا قیام انگلستان کے دوران میں بعض ایسی تقریبات میں شامل ہونا پڑتا تھا۔ جہاں ناچ بھی جزو پروگرام ہوتا۔ مگر میں اسے دیکھنا کبھی پسند نہ کرتا تھا۔ ناچ کا قانون یہ ہے کہ کوئی مرد اپنی بیوی اور کوئی عورت اپنے خاوند کے ساتھ نہیں ناچ سکتی۔ ایک بار ایک عورت سے جو ناچ کے متعلق ذکر آیا۔ تو وہ کہنے لگی۔ کہ ناچ ایک محض تفریح اور ورزش ہے اس میں کوئی قباحت نہیں۔ اور ناچ کے لئے غیر مرد و عورت کے بغل گیر ہونے میں کوئی برائی نہیں۔ میں نے کہا۔ کہ اگر مقصد محض تفریح اور ورزش ہے۔ تو مرد مرد کے ساتھ اور عورت عورت کے ساتھ کیوں نہیں ناچتی۔ کہنے لگی۔ کہ کوئی روٹی کو روٹی کے ساتھ بھی کھایا کرتا ہے۔ روٹی کو ہمیشہ مکھن کے ساتھ ہی کھاتے ہیں

لنڈن میں ورود

خیر میں جب ولایت پہنچا۔ تو مکرم درد صاحب نے وہاں دوستوں کو جمع کر رکھا تھا۔ جن میں احمدی بھی تھے۔ اور غیر مسلم بھی۔

اور میں اپنے کو حلقہ احباب میں محسوس کرتا تھا - میرے دل پر ایک اثر تھا - کہ اس ملک میں تبلیغ کا کام بہت مشکل ہے - اور اس لئے میرے دل پر ایک خوف تھا - جس کے اظہار سے میں نے کبھی پرہیز نہیں کیا - اور میں سمجھتا ہوں - شاید اللہ تعالیٰ کو میری یہی بات پسند آ گئی -

نومسلمین کے اخلاص کا ثبوت

ہمارے لئے حکم یہ تھا - کہ خواہ نومسلمین کی تعداد کم ہے اور خواہ سال بھر میں ایک ہی شخص مسلمان ہو - لیکن جو بھی ہو - وہ خلوص اور سچے دل سے ہو - اور میں نہایت خوشی کے ساتھ اعلان کرتا ہوں - کہ وہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے جو بھی مسلمان ہیں - وہ سب مخلص لوگ ہیں - اس کی ایک دلیل یہ ہے جیسا کہ میری ہمیشہ سے عادت رہی ہے کہ دوستوں کو جس کثرت کے ساتھ ممکن ہو - اپنے پاس جمع کروں - چنانچہ وہاں بھی میری ہمیشہ یہی کوشش رہتی تھی - کہ دوست ضرور مسجد میں آیا کریں - وہاں صرف اتوار کو فرصت ہوتی ہے - جس میں انہیں اپنے دوسرے کام بھی کرنے ہوتے ہیں - لیکن پھر بھی وہ کئی کئی گھنٹے کا سفر کر کے مسجد میں آتے - اور یہاں ۴ - ۵ - ۶ گھنٹہ تک ٹھہرتے - نمازیں پڑھتے درس سنتے اور نماز قرآن یا یسرنا القرآن وغیرہ کے اسباق لیتے - تو ولایت کے لوگوں کو فرصت بالکل قلیل ہوتی ہے - صبح سے شام تک کام میں لگے رہتے ہیں - صرف اتوار کو فرصت ہوتی ہے جسے وہ قربان کر کے دین کی خاطر مسجد میں آ جاتے - اور بعض تو جلد جلد بھی آ جاتے - پھر عربی جیسی مشکل زبان کا پڑھنا - نماز یاد کرنا - اور جیب سے کرایہ خرچ کر کے آنا یہ سب باتیں اسلام کے ساتھ ان کی وابستگی کا ثبوت ہیں - پھر میں نے ان سے چندہ بھی لینا شروع کیا - ہندوستانی حصہ کے لئے تو چوہدری اسد اللہ خان صاحب اور انگریزوں کے لئے مسٹر خیر اللہ ولز کو مالی سکرٹری منتخب کیا - اور ان دونوں کو اس کام میں بہت مہارت تھی - چنانچہ ان کے بعد دوسرے دوستوں کے ذریعہ اس قدر رقم چندہ کبھی وصول نہیں ہو سکی - جس قدر کہ وہ کرتے تھے -

ایک نومسلمہ کی ایمانی حالت

وہ لوگ دین کی خاطر بہت قربانی اور ایثار سے کام لیتے ہیں - سب سے پہلے جس نے میرے ہاتھ پر اسلام قبول کیا - وہ ایک لڑکی تھی - جس کا نام میں نے فاطمہ رکھا - وہاں اپنا خاوند تلاش کرنا لڑکی کے فرائض میں سے ہے جس کے لئے انہیں بہت جد و جہد کرنی پڑتی ہے - مردوں کی چونکہ قلت ہے اس لئے جسے کوئی شوہر مل جائے - وہ خوش قسمت سمجھی جاتی ہے - اس لڑکی کی پہلی ملاقات ایک نوجوان انگریز سے تھی - اور اس کی والدہ اس کے ساتھ شادی پر رضامند تھی جب اس نوجوان کو اس کا مسجد آنا معلوم ہوا - تو اس نے رکاوٹ پیدا کرنی چاہی - اور کہا کہ اگر تمہیں مجھ سے محبت ہے تو وہاں جانا ترک کر دو - لیکن لڑکی نے کہا کہ اگر تمہیں میرے ساتھ محبت ہے - تو تم اس پر اعتراض نہ کرو - اور جب وہ باز نہ آیا - تو اس نے اسے چھوڑ دیا - اور وہاں کے حالات سے واقف لوگ جانتے ہیں - کہ یہ کتنی بڑی قربانی تھی - وہ روزے بھی رکھتی تھی - اور چونکہ اس کی ماں مخالف تھی اس لئے ہفتہ میں پانچ روز آٹھ پہرے روزہ رکھا کرتی تھی -

ایک نومسلم کا اخلاص

نومسلمین میں ایک مسٹر باٹملے ہیں - ان کے اخلاص کا یہ حال ہے کہ مسجد کی خدمت کرنے کا شوق ان کے اندر بالکل پیدائشی مسلمانوں کا سا تھا - انہیں جب بھی فرصت ہوتی - مسجد میں آ کر جھاڑو دیتے - اور صفائی وغیرہ کرتے تھے - میں نے ان کا نام ناصر رکھا -

ہماری تبلیغ کا اثر

اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں ایسی ایسی سعید روحیں پیدا ہو رہی ہیں - اور تبلیغ کا میدان بھی وسیع ہو رہا ہے - مولوی محمد یار صاحب ہائیڈ پارک میں جا کر لیکچر دیتے ہیں - مجھے بھی جب موقعہ ملتا - مختلف کلبوں میں جا کر تقریر کرتا اور تھوڑے ہی وقت میں اپنے عقائد بیان کرتا اور اسلام پر جو سے موٹے اعتراضات کا جواب دیدیتا - اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اب انگریزوں میں ہی ایسے مصنف اور اہل علم پیدا ہو رہے ہیں - تسلیم کرتے ہیں - کہ صحیح اسلام وہ نہیں - جو اس وقت تک یورپ میں سمجھا جاتا ہے - چنانچہ سر ڈینسن راس Sir Denison Ross نے جارج سیل کے ترجمہ قرآن کا دیباچہ لکھتے ہوئے اعتراف کیا ہے کہ آج تک یورپ میں جس چیز کو اسلام سمجھا جاتا ہے - وہ متعصب عیسائیوں کا پیش کردہ فرضی نقشہ ہے سر ٹامس آرنلڈ نے بھی اپنی تصنیف میں بہت سی غلط فہمیوں کا ازالہ کیا ہے ایک اور مصنف مسٹر آرتھر می (Mee) نے ایک کتاب Children's Encyclopaedia لکھی ہے - جس میں لکھا ہے کہ محمد صاحب کی صحیح تعلیم سے ہمیں حال میں واقفیت ہوئی ہے - اور اس نے اسلام کی بہت تعریف کی ہے -

اہل علم طبقہ پر ہمارا رعب

پروفیسر مارگولیتھ اسلام کے بہت بڑے دشمن سمجھے جاتے ہیں - ایک دفعہ کسی جگہ قرآن پر وہ لیکچر دینے والے تھے - ہم نے بھی داخلہ کے ٹکٹ منگا لئے - انہوں نے تقریر میں کہا - کہ قرآن میں کوئی ترتیب نہیں - اس میں آیات ناسخ و منسوخ ہیں - میں نے اس کے بعد سوالات کئے - اور ان کے اعتراضات کا جواب دیا - میں نے کہا - کہ بے ترتیب کتاب کبھی حفظ نہیں ہو سکتی - لیکن یہ مسلم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہی سینکڑوں حفاظ تھے - پھر کہا کہ آپ دس ناسخ منسوخ آیات ہی پیش کریں - وہ بالکل لاجواب ہو گیا - اور سخت نادم ہوا - جلسہ کے صدر نے مجھے کہا - کہ آپ نے تو اس کے لیکچر کی جڑ کاٹ دی ہے میں نے بعد میں بھی اسے ایک رجسٹری خط لکھا - کہ اپنی تحقیق کے مطابق کم سے کم دس آیات ناسخ و منسوخ لکھو - اس نے جواب دیا کہ فلاں تفسیر دیکھو - فلاں کتاب دیکھو - مگر ہم نے پھر لکھا - کہ مفسرین اسلام کا نہیں بلکہ اپنی تحقیق کا نتیجہ لکھو - مگر اس کا اس نے کوئی جواب نہیں دیا - اس طرح خدا تعالیٰ کے فضل سے ان لوگوں پر ہمارا رعب ہے -

ممبران گول میز کانفرنس پر ہمارے کام کا اثر

راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کے ممبروں کو ہمارے مشن کے کام کو دیکھنے کا خوب موقعہ ملا - وہ کبھی کبھی مسجد میں آ جاتے اور جب چھوٹے چھوٹے بچوں سے قرآن کریم کی سورتیں یا نمازیں سنتے تو حیران و ششدر رہ جاتے - ایک دفعہ بیگم شاہ نواز نے کہا - کہ مجھے یہ علم نہ تھا - کہ اس کفرستان میں یہ ایک جنت کا ٹکڑا بھی آباد ہے - اور اب میں یہاں کثرت سے آیا کروں گی - ایک جلسہ کے موقعہ پر سر محمد اقبال صدر تھے - اور جب ہکس فیملی کی ایک چھوٹی سی لڑکی نے سورہ فاتحہ فر فر سنائی - تو انہوں نے اسے سونے کی ایک مہر بطور انعام پیش کی - اس طرح سے جو دوست وہاں آتے - وہ ہمارے کام کو دیکھ کر محسوس کرتے - کہ یہاں تبلیغ دین کا کام ہو رہا ہے - حتیٰ کہ سر محمد اقبال صاحب نے بعد میں بھی بلکہ یہاں آ کر بھی میں نے سنا ہے - اپنے دوستوں سے ذکر کیا - کہ ووکنگ میں کچھ کام نہیں ہوتا - اور صرف مسجد احمدیہ میں ہی تبلیغ کا کام ہو رہا ہے -

مبلغین انگلستان کی ایک خصوصیت اور اس کی مشکلات

ایک خصوصیت جو وہاں کے مبلغین کی ہے - اسے قائم کرنے کا حکم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اس وقت دیا تھا - جب آپ لندن تشریف لے گئے - آپ نے فرمایا - کہ ہم غیر محرم عورتوں سے مصافحہ نہ کیا کریں - وہاں یہ قاعدہ ہے کہ دعوت کے موقعہ پر بیوی خاوند سے پہلے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتی اور ہمیں ہر جگہ معذرت کرنی پڑتی - ایک بلند پایہ لیڈی تو ناراض ہی ہو گئیں - میں ایک دفعہ ان کے خاوند یعنی مارکوئیس آف لنلتھ گو سے جو وزیر ہوا بھی ہیں ملاقات کی - وہ بہت بڑی حیثیت کے آدمی ہیں - حتیٰ کہ شاہ سپین جب ملک سے نکالا گیا - تو لندن میں انہی کا مہمان ہوا تھا - وہ پوچھنے لگے - آپ ہم لوگوں کو مسلمان بنانے آئے ہیں - یا یہاں مقیم مسلمانوں کی حفاظت کے لئے - میں نے کہا ہمارے دونوں مقصد ہیں - کہنے لگے میں اس بات کو پسند نہیں کرتا - کہ کسی کو بھی اپنے مذہب کے تبدیل کرنے کے لئے کہا جائے - میں نے کہا آپ کے مشنری تو سالہا سال سے ہمارے ہاں جا کر لوگوں کو عیسائی بنا رہے ہیں - کہنے لگے میں اسے بھی پسند نہیں کرتا - میں نے کہا اگر یسوع کے زمانہ میں سب لوگ یہی کہہ دیتے جو آپ آج کہہ رہے ہیں تو آج عیسائی کہاں سے آتے - کہنے لگے - وہ زمانہ اور تھا - غرضیکہ آدھ گھنٹہ کی ملاقات کے بعد کہنے لگے - آپ ہمارے ساتھ کھانا کھا سکتے ہیں - میں نے کہا ہاں - مگر حرام اشیاء نہیں کھاؤں پیوں گا - کہنے لگے اچھا ہم آپ کی دعوت کریں گے مگر اسی رات ایک جگہ بڑی بھاری دعوت تھی جس میں ۳ - ۴ سو آدمی مدعو تھے - اس نے مجھے دیکھا - تو دور سے میری طرف آیا - اور اپنی لیڈی سے تعارف کرایا - لیڈی نے فوراً مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا - مگر میں نے جھک کر معذرت کر دی اور کہا - کہ افسوس ہے ہمیں عورتوں سے مصافحہ کی اجازت نہیں - امید ہے آپ برا نہ مانیں گی کیونکہ یہ ہمارا مذہبی مسئلہ ہے مگر انہوں نے پھر وہ موعودہ دعوت نہ کی - ایک دفعہ ملک معظم اور ملکہ معظمہ انڈیا ہوس کی نئی بلڈنگ کے افتتاح کے لئے آئے - میں وہاں پانچویں سیٹ پر بیٹھا تھا - اور انہوں نے پہلے تین والوں سے مصافحہ کیا - وہیں پر ایک لارڈ لیمنگٹن نامی بھی تھے - وہ ایک لیڈی کو میرے ساتھ تعارف کے لئے لائے - مگر میں نے معذرت کی - تو وہ کہنے لگیں اگر ملکہ معظمہ آپ سے مصافحہ کرتیں - تو آپ کیا کرتے - میں نے کہا ہمارے مذہب میں احکام افراد کی حیثیت کے مطابق نہیں ہوتے - بلکہ عام ہوتے ہیں - بہر حال یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ جس چیز کو

بہاولپور کا مقدمہ تنسیخ نکاح کن مراحل میں سے گزر رہا ہے

مدعا علیہ کی درخواست ریاستی دربار معلی میں

ریاست بہاولپور میں ایک احمدی کے خلاف تنسیخ نکاح کا جو مقدمہ چل رہا ہے۔ اس کی نوعیت کا کسی قدر اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے۔ کہ قریباً سات آٹھ سال ہوگئے۔ مگر اس کا فیصلہ ہونے میں نہیں آتا۔ اب تک یہ مقدمہ جن مراحل میں سے گزر چکا ہے۔ ان کا ذکر ایک درخواست میں کیا گیا ہے۔ جو مدعا علیہ نے انتہائی مجبوری کی حالت میں ریاستی دربار معلی میں دی۔ جو درج ذیل کی جاتی ہے ؛

ایڈیٹر

جناب عالی! :-

(۱) مظہر نہایت ادب سے عارض ہے۔ کہ مقدمہ مندرجہ عنوان میں وہ مدعا علیہ ہے۔ جو کہ دو مختلف اوقات پر یعنے بتاریخ ۲۵ر جنوری ۱۹۲۲ء اور ۷ر نومبر ۱۹۳۲ء کو عدالت عالیہ دربار معلی ریاست بہاولپور کے روبرو آچکا ہے۔ انصاف کی اس روح کو مدنظر رکھتے ہوئے جو ہر عدالت کی خواہ وہ چھوٹی ہو یا بڑی جان ہوتی ہے مظہر اس احترام اور عزت کے ساتھ جو اس عدالت عالیہ کی رفعت شان کے شایاں ہے۔ اس عدالت کے روبرو یہ عرض کرنا چاہتا ہے۔ کہ ان ہر دو موقعوں پر مظہر کے مقدمہ میں عدالت عالیہ کی طرف سے ایسے احکام جاری ہوئے ہیں۔ جو کہ درحقیقت غلطی پر مبنی ہیں۔ اور جن کے نتیجہ میں مظہر کو بے حد تکلیف اور نقصان اٹھانا پڑا ؛

(۲) قبل اس کے کہ مظہر ان احکام کے متعلق تفصیلی طور پر عرض کرے۔ وہ اس امر کا اظہار مناسب سمجھتا ہے۔ کہ وہ سرکار برطانیہ کا رعایا ہے۔ اور برطانوی ہند کا باشندہ ہے۔ اور اس کی رہائش بھی آج تک انگریزی علاقہ میں ہی ہے۔ اور اس کی زوجہ جس نے اس کے خلاف تنسیخ نکاح کا دعویٰ کیا ہوا ہے۔ وہ بھی برطانوی رعایا ہے۔ اور انگریزی علاقہ کی باشندہ ہے۔ وہ نکاح بھی جس کی تنسیخ کا دعویٰ دائر ہے۔ انگریزی علاقہ میں پڑھا گیا تھا۔ اور ارتداد کا بیان کردہ فعل جس کی بناء پر کہ مدعیہ نے تنسیخ نکاح کی استدعا کی ہے۔ وہ بھی انگریزی علاقہ میں وقوع پذیر ہوا تھا۔ اور اسی وجہ سے مظہر نے آج سے قریباً سات سال قبل اپنے جواب دعویٰ میں یہ امر تحریر کر دیا تھا۔ کہ ان وجوہ سے عدالتہائے ریاست بہاولپور کو اس مقدمہ کی سماعت کا حق حاصل نہیں۔ لیکن گذشتہ سات سال کے عرصہ میں یہ مقدمہ گو عدالت ڈسٹرکٹ ججی کے بعد عدالت عالیہ چیف کورٹ میں گیا۔ اور پھر وہاں سے عدالت عالیہ دربار معلی میں اور پھر وہاں سے ڈسٹرکٹ ججی میں دوبارہ سماعت کے لئے واپس آیا۔ لیکن مظہر کے اس اعتراض پر جو کہ اس نے جواب دعویٰ میں اُٹھایا تھا۔ کسی عدالت نے کوئی توجہ نہ دی۔ اور اختیار سماعت کے معاملہ کو اثبات یانفی میں فیصلہ کرنے کے بغیر اس مقدمہ کی کارروائی کو جاری رکھا۔ اس تمہیدی تفصیل کی ضرورت اس لئے پیش آئی ہے۔ کہ متمدن دنیا کی تمام حکومتیں وعدالتیں دوسری حکومتوں کے شہریوں کے ساتھ کسی قسم کا بے جا سلوک پسند نہیں کرتیں۔ اور اس امر کی احتیاط کرتی ہیں۔ کہ ایسے لوگوں کو جب کبھی حکام سے واسطہ پڑے۔ تو وہ کسی قسم کی بلا ضرورت کارروائی میں نہ پھنس جائیں۔ اس لئے مظہر ایک دوسری حکومت کے شہری ہونے کے لحاظ سے عدالت عالیہ ہذا سے یہ توقع رکھتا ہے۔ کہ وہ بین الاقوامی دستور العمل کے اس زریں اصول پر کاربند ہوتے ہوئے اس امر کی خاص احتیاط فرمائے گی۔ کہ مظہر کے ساتھ عدالت عالیہ ہذا میں اور اس کی ماتحت عدالتوں میں کوئی ناواجب سلوک نہ کیا جائے۔

(۳) مظہر کے خلاف اس دعوے کی بنیاد اس امر پر ہے۔ کہ مظہر نے بعد نکاح احمدیت کو قبول کیا۔ جو فعل کہ مدعیہ کے نزدیک ارتداد کے مترادف ہے۔ اس لئے مدعیہ کی طرف سے یہ استدعا کی گئی ہے کہ عدالت اس امر کا اعلان کرے۔ کہ مدعیہ کا نکاح مظہر کیساتھ منسوخ ہو چکا ہے۔ اس مقدمہ سے قبل ریاست بہاولپور اور برطانوی ہند میں چند ایک مقدمات اسی بناء پر دائر ہو کر فیصلہ ہو چکے ہیں۔ اور ان تمام مقدمات میں ریاست بہاولپور اور برطانوی ہند کی عدالتوں نے ہمیشہ یہی فیصلہ صادر فرمایا ہے۔ کہ احمدیت کے قبول کرنے سے ارتداد لازم نہیں آتا۔ اور نکاح فسخ نہیں ہوتا مظہر کے مقدمہ میں بھی عدالت ڈسٹرکٹ ججی نے عدالتہائے ریاست بہاولپور کے گذشتہ فیصلوں کی۔ اور برطانوی ہند کے ہائیکورٹوں کے فیصلوں کی پیروی کرتے ہوئے یہی فیصلہ دیا تھا۔ کہ چونکہ احمدیت کی قبولیت سے ارتداد لازم نہیں آتا۔ اس لئے مدعیہ تنسیخ نکاح کے اعلان کی حقدار نہیں۔ اور اس وجہ سے مقدمہ خارج کر دیا۔ اس فیصلہ کی اپیل مدعیہ نے عدالت چیفکورٹ بہاولپور میں کی۔ اور عدالت مذکور نے بھی عدالت ماتحت کے فیصلہ کو برقرار رکھتے ہوئے اپیل کو نامنظور کر دیا۔ پھر اپیل ثانی مدعیہ نے عدالت ہذا دربار معلےٰ کے روبرو کی۔ اور عدالت ہذا نے اس مقدمہ کی دوبارہ سماعت کا حکم اس ہدایت کے ساتھ دیا۔ کہ عدالت ماتحت اس کا فیصلہ بروئے شرع شریف کرے۔ مظہر نہایت ادب اور احترام کے ساتھ عارض ہے۔ کہ چونکہ عدالت عالیہ ہذا کا یہ حکم وجوہات مندرجہ ذیل کی بناء پر درست نہیں۔ اس لئے مؤدبانہ استدعا ہے کہ نظر ثانی فرماکر اس کو منسوخ فرمایا جائے ؛

(الف) عدالت عالیہ ہذا کے فیصلہ میں دوبارہ سماعت کے حکم کی تائید میں ایک یہ دلیل دی گئی ہے۔ کہ فاضل ججان مدراس نے اپنے فیصلہ میں تحریر فرمایا ہے۔ کہ اس معاملہ میں ارتداد کے مسئلہ پر ان کے روبرو کافی روشنی نہیں ڈالی گئی۔ اور یہ نہیں بتایا گیا۔ کہ اسلام کے بنیادی اصول کیا ہیں۔ یا کن اسلامی عقائد کی پیروی یا کن عقائد کے نہ ماننے سے ارتداد واقع ہوتا ہے۔ اور اس وجہ سے یہ معاملہ مزید غور کا محتاج ہے۔ مظہر نہایت ادب کے ساتھ عرض کرتا ہے۔ کہ بطور امر واقعہ کے یہ بات درست نہیں۔ کہ فاضل ججان ہائی کورٹ مدراس نے اس خیال کا اظہار اپنے فیصلہ میں کیا ہے۔ جیسا کہ فیصلہ مذکور کے مطالعہ سے عدالت عالیہ ہذا پر یہ امر روشن ہو جائے گا۔ کہ مدراس کے فیصلہ میں اس قسم کا کوئی فقرہ موجود نہیں ؛

(ب) دوسری دلیل یہ دی گئی ہے۔ کہ فاضل ججان مدراس ہائی کورٹ اپنے فیصلہ میں تسلیم کرتے ہیں۔ کہ اس سوال کو کہ آیا عقائد قادیانی سے ارتداد واقع ہوتا ہے۔ یا نہیں علماء اسلام بہتر فیصلہ کرسکتے ہیں۔ اس لئے ہمیں مقدمہ ہذا میں ان کے فیصلہ کی پیروی کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ حالانکہ واقعہ کے لحاظ سے یہ بھی صحیح نہیں۔ کیونکہ برعکس اس کے اس میں صاف طور پر یہ لکھا ہے۔ کہ ہمارے لئے ازبس ضروری ہے۔ کہ ہم ان کے عقائد پر بحث کرکے فیصلہ کریں کیونکہ اس کا اثر حقوق پر پڑتا ہے۔ اور علماء کی شہادت کو اس وجہ سے رد کرتے ہیں۔ کہ وہ احمدیوں کے عقائد کے مخالف ہیں۔

(ج) عدالت عالیہ ہذا کی یہ ہدایت کہ مقدمہ کا فیصلہ شرع شریف جس سے اغلباً شریعت اسلامیہ مراد ہے کی رو سے کیا جائے۔ خاص طور پر قابل غور ہے کیونکہ جس حد تک کہ نکاح اور تنسیخ نکاح کے معاملات وغیرہ کا تعلق ہے۔ برطانوی ہند اور ریاست بہاولپور کے مروجہ قانون کے مطابق فریقین مقدمہ اپنے اپنے پرسنل قوانین کے تابع رکھے گئے ہیں۔ جو کہ مسلمانوں کے لئے شریعت اسلامیہ ہے۔ اس وجہ سے عدالتہائے ریاست بہاولپور کے تمام سابقہ فیصلے اور نیز برطانوی ہند کی عدالتوں کے بھی تمام فیصلے

جو نکاح یا تنسیخ نکاح کے متعلق صادر ہوئے ہیں۔ درحقیقت شریعت اسلامیہ پر ہی مبنی ہیں۔ شریعت اسلامیہ کا وہ حصہ جس پر عمل کرنے کی عدالتیں اپنے آپ کو پابند سمجھتی ہیں۔ عرف عام میں محمڈن لاء کے نام سے موسوم ہے۔ اس میں شریعت اسلامیہ کے وہ حصے شامل نہیں۔ جن کو یہ عدالتیں انصاف اور عدل کے خلاف سمجھتی ہیں لیکن شریعت اسلامیہ کا کوئی بھی اصول جو کہ عدالتوں نے خلاف عدل و انصاف قرار دیا ہو۔ مظہر کے مقدمہ کے حالات پر حاوی نہیں۔ اس وجہ سے جس حد تک اس مقدمہ کے انفصال کا تعلق ہے۔ شرع شریف اور محمڈن لاء درحقیقت ایک ہی چیز ہے۔ اور وہ تمام فیصلے جو محمڈن لاء کی رو سے صادر کئے گئے ہیں۔ اور اس مقدمہ کے حالات سے تعلق رکھتے ہیں۔ درحقیقت شریعت اسلامیہ کے رو ہی سے فیصل شدہ ہیں۔ لفظ محمڈن لاء محض شریعت اسلامیہ کا انگریزی ترجمہ ہے۔ اور چونکہ محض کسی چیز کا نام بجائے ایک زبان کے دوسری زبان میں ذکر کر دینے سے اس چیز کی نوعیت میں ذرا بھی فرق نہیں پڑ جاتا۔ اس لئے مؤدبانہ طور پر عرض ہے۔ کہ دربار معلےٰ کے شرع شریف کے لفظ کے استعمال کے ساتھ دوبارہ سماعت کا حکم صادر کرنے میں کوئی نئی بات مضمر نہیں ہے

(د) مظہر کی یہی پوزیشن ہے۔ کہ عدالتہائے بہاولپور کے سابقہ فیصلے اور برطانوی ہند کی عدالتوں کے فیصلے جو اسی موضوع پر اس مقدمہ سے پہلے صادر ہو چکے ہیں۔ درحقیقت شریعت اسلامیہ پر ہی مبنی تھے۔ لیکن اگر بفرض محال یہ تسلیم کر لیا جائے۔ کہ شریعت اسلامیہ (محمڈن لاء) سے جس کی تحت میں پہلے فیصلے کئے گئے تھے مختلف ہے۔ تو پھر مظہر نہایت ادب سے عارض ہے۔ کہ عدالت عالیہ کا یہ حکم اس کے حلقہ اختیارات سے تجاوز ہے۔ کیونکہ رائج الوقت قانون کے لحاظ سے جو اس وقت ریاست ہذا میں جاری ہے شریعت اسلامیہ بطور قانون کے ریاست کی حدود کے اندر مروج نہیں۔ خود دربار معلےٰ نے بھی اپنے فیصلہ میں اس امر کا اظہار کسی جگہ نہیں کیا۔ کہ حدود ریاست کے اندر شریعت اسلامیہ کے احکام جاری ہیں۔ جس شریعت کی طرف حکم میں اشارہ کیا گیا ہے۔ اور دنیا کی کوئی عدالت اس امر کی مجاز نہیں۔ کہ اپنی طرف سے کوئی قانون جاری کرے۔ قانون کا جاری کرنا حکومت کے اس حصہ کا فرض ہوتا ہے جس کے ذمہ قانون سازی کا شعبہ لگایا گیا ہو۔ عدالتیں قانون کو عملی جامہ پہناتی ہیں۔ لیکن کوئی غیر مروج قانون اپنے حکم سے جاری نہیں کر سکتیں۔ یہ ہو سکتا ہے۔ کہ وہی صاحبان جو عدالت دربار معلےٰ کے معزز جج صاحبان ہیں۔ اپنی کسی دوسری حیثیت میں بیٹھ کر قانون بھی جاری کیا کرتے ہوں۔ لیکن چونکہ اس مقدمہ میں انکی کارروائی محض عدالتی حیثیت میں تھی۔ اور اس حیثیت میں انہیں کوئی نیا قانون جاری کرنے کا حق حاصل نہیں تھا۔ اور ان کی یہ ہدایت کہ اس کو شریعت اسلامیہ کی رو سے (جو ریاست میں بطور قانون جاری نہیں) فیصلہ کیا جائے ان کے اختیارات سے متجاوز ہے۔ نیز عدالتیں مروجہ قانون کے مطابق فیصلہ کرنے کی مکلف ہوتی ہیں۔ نہ کہ غیر مروجہ قانون کی بناء پر۔ پس اگر عدالت دربار معلےٰ کا اشارہ شریعت اسلامیہ کے لفظ کے استعمال سے شریعت اسلامیہ کے اس حصہ کی طرف ہے جو محمڈن لاء کے نام سے موسوم اور مروج ہے۔ تو سابقہ تمام فیصلے اسی کے مطابق ہیں۔ اور مقدمہ ہذا کا فیصلہ انہی کے مطابق ہونا لازمی ہے۔ اگر اس لفظ کے استعمال سے دربار معلےٰ کی مراد شریعت اسلامیہ کے اس حصہ سے ہے۔ جو رائج الوقت قانون کے لحاظ سے ریاست ہذا میں جاری نہیں۔ تو پھر اس کے مطابق اس مقدمہ کے فیصلہ کرنے کا حکم دینا عدالت عالیہ ہذا کے اختیار سے باہر تھا

(ہ) مظہر نہایت ادب سے گزارش کرنا بھی ضروری سمجھتا ہے۔ کہ عدالت عالیہ کی یہ ہدایت کہ اس مقدمہ کا فیصلہ بعد حصول رائے علماء کیا جائے۔ ناجائز تھا۔ اگر شریعت اسلامیہ بطور ایک عملی قانون کے ریاست بہاولپور میں جاری ہے۔ تو پھر اس کے اطلاق کے متعلق گواہوں کی شہادت لینا درست نہیں۔ اغلباً دربار معلےٰ نے یہ ہدایت اس لئے جاری فرمائی تھی۔ کہ ان کی رائے میں علماء ماہرین علم شریعت ہونے کی وجہ سے اس معاملہ پر زیادہ روشنی ڈالنے کے قابل ہوں گے لیکن کسی ماہر علم کی رائے بھی کبھی مروجہ قانون کی تشریح اور اطلاق کے متعلق نہیں لی جاتی۔ ایکٹ شہادت کی رو سے غیر ملکی قوانین کے ماہرین کو بطور گواہ کے عدالت میں پیش کیا جا سکتا ہے۔ لیکن ملک کے مروجہ قانون کے متعلق ہمیشہ یہی قیاس ہوتا ہے۔ کہ عدالتیں خود اس قانون سے پورے طور سے واقف ہیں۔ اور ملکی قوانین کے متعلق کسی گواہ کی شہادت لینا ایکٹ شہادت کی رو سے جائز نہیں۔ پس اگر علماء کا بطور گواہ کے بلانا شریعت کے ماہرین کے طور پر تھا۔ تو اگر شریعت اسلامیہ بطور قانون کے ریاست میں جاری ہے۔ تو پھر اس کی تشریح کے لئے کسی عالم کی شہادت لینا جائز نہیں۔ (ملاحظہ ہو دفعہ ۵۷ ایکٹ شہادت) نیز علماء کی شہادت اس معاملہ میں لینا درحقیقت مخالفین سلسلہ احمدیہ کو اس کے خلاف شہادت میں بلانا ہے۔ لیکن چونکہ ایک مخالف کی شہادت کیسی بھی ہو۔ وزندار نہیں سمجھی جاتی۔ اس لئے بھی دربار معلےٰ کی یہ ہدایت عدل و انصاف کے خلاف تھی۔

(و) عدالت دربار معلےٰ نے دوبارہ سماعت کا فیصلہ دیتے ہوئے ایک یہ بھی غلطی کی ہے۔ کہ انہوں نے شیخ الجامعہ مولوی غلام محمد صاحب کو بطور ایک گواہ کے اس مسئلہ پر شہادت دینے کے لئے اپنے روبرو بلایا۔ کیونکہ اپیل مدعیہ عدالت کے سامنے اپیل ثانیہ تھی جس کی سماعت ہمیشہ قانونی پوائنٹس پر ہی ہوتی ہے۔ اور محض واقعات کی صحت کی طرف توجہ نہیں دی جاتی۔ اور اس حالت میں نئی شہادت کا لینا جائز نہیں سمجھا جاتا۔ لیکن اگر یہ فرض کر لیا جائے۔ کہ عدالت عالیہ دربار معلےٰ کا اس مرحلہ پر بھی نئی شہادت کے لینے کا حق حاصل تھا تو پھر مؤدبانہ طور پر یہ گزارش ہے۔ کہ یہ بھی مناسب تھا کہ بعض ان معروف واقعات کو (جو اس قدر معروف ہیں۔ کہ عدالت ان کا جوڈیشل نوٹس لے سکتی تھی) بھی زیر غور کر لیا جاتا۔ مثلاً عام طور پر لوگوں کو معلوم ہے کہ ریاست بہاولپور کے حکمران خاندان کے پیر و مرشد جناب حضرت خواجہ غلام فرید صاحب چاچڑاں شریف والے بانی سلسلہ احمدیہ کو ہمیشہ سچا اور خدا پرست مسلمان کہتے رہے۔ اور یہ امر بھی یقیناً دربار معلےٰ کے محترم ججان کے علم میں ہوگا۔ کہ ریاست بہاولپور و ریاست مالیر کوٹلہ کے حکمران خاندان کی بعض محترم و قابل عزت خواتین کی شادیاں بعض احمدی صاحبان سے ہو چکی ہیں۔ پس ہندوستان کے ان دو حکمران خاندانوں کی عملی شہادت شیخ الجامعہ کے زبانی اقوال کی نسبت بہت زیادہ قابل اعتبار تھی۔ اور عدالت کا اس کو زیر غور لانا مناسب تھا۔

(ز) دربار معلےٰ نے جو دوسرا حکم اس مقدمہ میں ۹ نومبر ۳۲ء کو دیا ہے۔ اس کے متعلق بھی استدعا ہے۔ کہ اس پر بھی نظر ثانی کر کے منسوخ فرمایا جائے۔ دوران مقدمہ ہذا میں مظہر نے اپنی زوجہ کے خلاف سب جج ملتان واقع علاقہ سرکار برطانیہ میں ایک دعوےٰ دائر کیا۔ اور اس میں اپنی زوجہ کے خلاف حقوق زوجیت کے حصول کی استدعا کی۔ عدالت مذکورہ نے تمام شہادت سننے کے بعد مظہر کے حق میں فیصلہ دیا۔ اور مظہر کو حقوق زوجیت کے حق کی ڈگری بھی عطا فرمائی۔ مظہر نے اس فیصلہ کی ایک نقل حضور نواب صاحب والئ ریاست بہاولپور دام اقبالہ وملکہ کی خدمت میں بھیجی اور ساتھ ہی یہ بھی استدعا کی۔ کہ بروئے دفعہ ۱۳-۱۴-۲۰ ضابطہ دیوانی عدالت ہائے ریاست بہاولپور کو مظہر کے مقدمہ کی سماعت کا اختیار حاصل نہیں ہے۔ اور اس کے ڈسٹرکٹ جج صاحب (جن کی عدالت میں مقدمہ ہذا زیر تجویز ہے۔) کے پاس موصول ہونے پر عدالت ڈسٹرکٹ جج نے یہ حکم صادر فرمایا۔ کہ دوسرے مسائل پر بحث کرنے یا سننے سے قبل یہ ضروری ہے۔ کہ اختیار سماعت کے مسئلہ کا پہلے فیصلہ کیا جائے۔ اور اس پر مدعیہ نے چیفکورٹ کو بالکل نظر انداز کر کے براہ راست دربار معلےٰ کی خدمت میں ایک درخواست اس فیصلہ کے خلاف دی۔ اور محض صرف اسی ایک درخواست کے فیصلہ کے لئے عدالت عالیہ دربار معلےٰ نے ایک خاص اجلاس چوبیس گھنٹہ کے نوٹس پر منعقد کیا۔ اور مظہر کو اس کارروائی کے متعلق کوئی نوٹس یا اطلاع دیئے بغیر ایک فیصلہ صادر فرما دیا۔ جس کا مطلب بروئے ڈسٹرکٹ جج صاحب بہادر مورخہ ۹ نومبر ۳۲ء یہ ہے۔ کہ اختیار سماعت کا مسئلہ اور دیگر امور پر ایک ہی وقت میں غور کیا جائے۔ نہایت ادب کے ساتھ گزارش ہے۔ کہ یہ حکم انصاف اور عدل اور ضابطہ قانون کے خلاف ہے۔ مندرجہ ذیل امور کو مظہر اپنے اس بیان کی تصدیق میں پیش کرتا ہے۔

(الف) یہ حکم عدالت عالیہ چیفکورٹ بہاولپور کے وجود کو کالعدم

طور پر نظر انداز کرنے کا موجب ہوا۔ عدالت دربار معلے کی حیثیت اپنی ماتحت عدالتوں کے لحاظ سے وہی ہے۔ جو پریوی کونسل کو عدالتہائے برٹش انڈیا کی نسبت حاصل ہے۔ لیکن گذشتہ تین سو سال کے عرصہ میں جب سے سلطنت برطانیہ ہندوستان میں قائم ہوئی ہے۔ کوئی ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ہوا۔ جس میں پریذیڈنٹ پریوی کونسل نے ہائیکورٹ کو نظر انداز کر کے کسی ضلع کی عدالت کے کسی فریق مقدمہ کی کسی درخواست متعلقہ التواء سماعت وغیرہ کو زیر غور لانے پر رضامندی ظاہر کی ہو۔ چہ جائیکہ اس کے لئے چوبیس گھنٹہ کے نوٹس پر ایک خاص اجلاس منعقد کرے۔ اور اس طرح پر عدالت عالیہ دربار معلے سے ایک ایسی بات سرزد ہوئی۔ جس کو پریوی کونسل کے ججان نے اپنے لئے کبھی جائز نہیں سمجھا۔

(ب) یہ حکم عدالت عالیہ دربار معلے نے مظہر کو کسی قسم کی کوئی اطلاع دیئے بغیر جاری کر دیا۔ متمدن دنیا کی کوئی عدالت خواہ چھوٹی ہو یا بڑی اس امر کو کسی صورت میں بھی جائز نہیں سمجھتی۔ کہ کسی شخص کے خلاف کوئی حکم اسے عذرات پیش کرنے کا موقعہ دینے کے بغیر جاری کیا جا سکتا ہے۔ لیکن مظہر کے لئے عدالت عالیہ دربار معلے نے اس اصول کو بالکل نظر انداز کر دیا۔

(ج) اس کارروائی کا ایک نتیجہ یہ بھی نکلا۔ کہ لوگ اس سے یہ سمجھے کہ فریق مدعیہ کو دربار معلے میں اس قدر اثر و رسوخ حاصل ہے کہ وہ اس سے ایسے طریق پر کام کروا سکتا ہے۔ جسے تمام متمدن دنیا کی عدالتیں اپنے لئے قطعاً جائز نہیں سمجھتیں۔ اور مظہر یہ سمجھتا ہے۔ کہ فریق مدعیہ کا ناواجب اثر اور رعب اس قدر بڑھ گیا ہے۔ کہ حدود ریاست ہذا میں کوئی ایسا جج ملنا مشکل ہے۔ جو فریق مدعیہ کو ناراض کر کے مظہر کے ساتھ انصاف کرنے کو تیار ہو۔ اور اسی طرح انصاف کی وہ امید جو گذشتہ سات سال کے عرصہ میں مظہر کے لئے ایک سہارے کا کام دیتی رہی ہے اب مظہر کے دل سے مفقود ہو چکی ہے۔

(د) دوسرا نتیجہ اس حکم کا یہ ہوا۔ کہ مقدمہ ہذا کی آئندہ روئیداد پر بعض خلاف قانون پابندیاں عائد کر دی گئی ہیں۔ اختیار سماعت کے متعلق تنقیحات قائم ہونے کے بعد عدالت کا یہ فرض تھا۔ کہ فریقین کو شہادت بہم پہنچانے کے لئے التواء کرے۔ اختیار سماعت کا مسئلہ خصوصاً ایسا ہے۔ کہ ابتداءً یہ ضروری ہے۔ کہ اس کا فیصلہ پہلے کیا جائے۔ کیونکہ اگر ایسا نہ کیا جائے۔ تو پھر اگر بعد میں عدالت اس نتیجہ پر پہنچے۔ کہ درحقیقت اس کو مقدمہ کی سماعت کا اختیار حاصل نہ تھا۔ تو پھر عدالت کا جو وقت اور محنت دوسرے مسائل کے فیصلہ کرنے میں خرچ ہو گی۔ وہ تمام کی تمام ضائع ہو جائے گی۔ اس لئے اس مقدمہ کے خصوصی حالات میں یہ ضروری تھا کہ سماعت کا معاملہ دوسرے معاملات کے فیصلہ سے پہلے کیا جاتا۔ دربار معلے کے حکم کے ذریعہ عدالت ماتحت کا حکم جو اس مطلب کا تھا۔ کالعدم ہو گیا۔ اور ساتھ ہی اس سے عدالت ماتحت کی آئندہ روئداد پر یہ غیر معمولی پابندی لگا دی گئی۔ کہ آئندہ تمام پیشیوں پر مقدمہ کے ایک حصہ کے متعلق بحث اور دوسرے حصہ کے متعلق شہادت ساتھ ساتھ ہو

(ہ) تیسرا نتیجہ جو اور بھی زیادہ غیر معمولی تھا۔ وہ یہ ہوا۔ کہ اس سے مظہر پر ۴ ؍ نومبر ۳۳ء کی پیشی میں التواء کے لئے بھاری ہرجانہ ڈالا گیا۔ دراصل وہ التواء قانونی لحاظ سے ویسے بھی لازم تھا۔ کیونکہ عدالت نے نئی تنقیحات قائم کی تھیں۔ اور فریقین نے اس کے متعلق شہادت بہم پہنچانی تھی۔ وہ التواء اس لئے بھی لازم تھا۔ کہ عدالت کا حکم مورخہ ۲ ؍ نومبر ۳۳ء مظہر کے علماء کو جنہوں نے بحث کیلئے ضروری کتابیں لانی تھیں پہنچ چکا تھا۔ اس حکم میں یہ ہدایت کی گئی تھی۔ کہ چونکہ شرعی امور کے متعلق ۴ ؍ نومبر کو بحث نہیں سنی جائیگی۔ اس لئے فریقین کو صرف اختیار سماعت کے معاملہ پر غور کرنے کے لئے حاضر ہونا چاہیئے۔ اس حکم کی تعمیل میں مظہر کے علماء کتابیں لیکر نہ آئے۔ اور بحث نہ ہو سکی۔ عدل کے تمام اصولوں کے یہ بات خلاف ہے۔ کہ کسی فریق مقدمہ پر محض عدالت کے حکم کی اتباع کرنے کو جرم تصور کیا جائے۔ اور اس کے عوض بھاری ہرجانہ ڈالا جائے۔ لیکن عدالت ماتحت اس معاملہ میں بیدست و پا تھی۔ کیونکہ دربار معلے کے احکام نے اس پر یہ غیر معمولی حد بندی عائد کر دی تھی ؛

(و) چوتھا نتیجہ اس حکم کا یہ نکلا۔ کہ اس کے اثر کے ماتحت برطانوی ہند کی عدالت سب ججی ملتان کے حکم کو نظر انداز کرنا لازم ہوا۔ بروئے دفعہ ۱۳ و ۱۴ ضابطہ دیوانی ایک غیر ملکی با اختیار عدالت کے فیصلہ کی موجودگی میں انہی معاملات کے متعلق اگر کوئی مقدمہ چل رہا ہو۔ تو اس کا بند کرنا لازم ہوتا ہے۔ اور اس عدالت کے فیصلہ کی نقل پیش کرنا قطعی سمجھا جاتا ہے۔ الا کہ دوسرا فریق یہ ثابت کر دے۔ کہ وہ غیر ملکی عدالت با اختیار نہیں تھی۔ اس مقدمہ کو آگے چلانے سے قبل یہ ضروری تھا۔ کہ فریق مدعیہ سے یہ مطالبہ کیا جاتا۔ کہ وہ ان وجوہات کو معہ ان کے ثبوت کے عدالت کے روبرو پیش کرے۔ جن سے کہ یہ نتیجہ نکلتا ہو۔ کہ عدالت ملتان ایک مجاز عدالت نہ تھی۔ اور یا اس کے فیصلہ کی پابند عدالتہائے ریاست بہاولپور نہیں ہیں۔ دربار معلے کے حکم نے ان تمام باتوں کو نظر انداز کر دیا۔ اب اگر عدالت اس مقدمہ کی سماعت کو جاری رکھے۔ اور اس نتیجہ پر پہنچے۔ کہ عدالت کو اختیار سماعت حاصل نہیں ہے۔ اور ساتھ ہی اس نتیجہ پر پہنچے۔ کہ نکاح منسوخ ہو چکا ہے۔ تو پھر مظہر کے لئے یہ ناممکن ہو گا۔ کہ وہ عدالت ملتان کی ڈگری کا اجراء ریاست بہاولپور میں کرا سکے۔ اس کا نتیجہ یہ ہو گا۔ کہ اگر مدعیہ دوبارہ شادی ریاست میں کرے تو جب کبھی وہ یا اس کا خاوند حدود ریاست سے نکل کر انگریزی علاقہ میں داخل ہوں گے۔ تو فوراً وہاں کی فوجداری عدالت کی گرفت میں نکاح پر نکاح کرنے کے جرم میں آ جائیں گے۔ ان کی اولاد انگریزی عدالتوں کی نگاہ میں ولد الحرام ہو گی۔ اور انگریزی علاقہ میں کسی سے کوئی ورثہ حاصل نہ کر سکے گی۔ اس قسم کی ابتریوں سے بچنے کے لئے جو مختلف حکومتوں کی عدالتوں کے تقابل سے پیدا ہوتی ہیں۔ بین الاقوامی قانون کے رو سے بعض پابندیاں رکھی گئی ہیں۔ جن کی پابندی عدالتیں اپنے لئے لازم سمجھتی ہیں۔ لیکن دربار معلے کے ان کو نظر انداز کرنے کے نتیجہ میں اس قسم کی ابتریوں کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ انگریزی علاقہ کی عدالتیں جو اس حکومت کی قائم کردہ ہیں۔ جس کے ساتھ ریاست بہاولپور کے خاص تعلقات ہیں۔ اس امر کی مستحق تھیں۔ کہ ان کے فیصلہ کے متعلق یہ بے اعتنائی نہ برتی جاتی ؛

(۵) ان تمام بے قاعدگیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے مظہر نے عدالت ڈسٹرکٹ جج کے روبرو یہ نظریہ پیش کیا تھا۔ کہ دربار معلے کا یہ حکم درحقیقت ایک انتظامی کارروائی تھی۔ جو کہ مجلس وزراء کا ان جلوسوں اور مظاہرہ کے متعلق جو کہ احمدیوں کے خلاف غیر قانونی طور پر نکلے تھے مدنظر رکھتے ہوئے حکمت عملی کے طور پر جاری کیا تھا۔ اور ایسا جوڈیشل حکم نہ تھا۔ جس کی پابندی اس کی تمام تفصیلات کے ساتھ عدالت کے لئے لازم تھی۔ مظہر اب بھی نہایت ادب کے ساتھ اس نظریے پر قائم ہے۔ مظہر کے وہم میں بھی یہ بات نہیں آ سکتی۔ کہ ریاست بہاولپور کی سب سے اعلٰے عدالت اپنی جوڈیشل حیثیت میں اپنا حکم جاری کر سکتی ہے جس میں اس قدر بے قاعدگیاں اور قانونی غلطیاں ہوں۔ اور اس لئے یہی قیاس صحیح سمجھتا ہے۔ کہ یہ حکم ایک انتظامی حکم تھا۔ لیکن عدالت ماتحت نے اپنے حکم مورخہ ۹ ؍ نومبر ۳۳ء میں یہ قرار دیا کہ یہ حکم ایک جوڈیشل حکم تھا۔ جس کی پابندی عدالت پر لازم ہے۔ اگر مظہر کا یہ نظریہ کہ یہ حکم ایک انتظامی حکم ہے۔ صحیح ہے۔ تو پھر یہ تمام کارروائی عدالت کے اختیارات میں ایک بے جا مداخلت تھی جس کے خلاف مظہر مودبانہ طور پر پروٹسٹ کرتا ہے۔ لیکن اگر یہ درحقیقت ایک جوڈیشل حکم تھا۔ تو پھر ان تمام مشکلات اور خرابیوں کا جو اس کے نتیجہ میں پیدا ہوئیں۔ صرف یہی علاج ہے۔ کہ اس کی نظر ثانی فرما کر اس کو بالکل منسوخ کر دیا جائے ؛

(۶) اوپر کے معروضات نہایت ادب کیساتھ عدالت دربار معلے کے نوٹس میں اس یقین کے ساتھ لائے جا رہے ہیں۔ کہ وہ ان تمام امور کو جن کا کہ اس میں ذکر ہے۔ مدنظر رکھتے ہوئے خود اس امر کو ضروری خیال فرمائے گی۔ کہ وہ اپنے احکام ۲۵ ؍ جنوری ۳۳ء اور ۴ ؍ نومبر ۳۳ء کی نظر ثانی فرمائے اور ان تمام امور کو عدالت عالیہ کے نوٹس میں لانے کے بعد مظہر استدعا کرتا ہے۔ کہ اس کے مطابق احکام جاری فرمائے جائیں

(۷) جب فریق مدعیہ نے اس محترم عدالت کے روبرو محض صرف ایک التواء کی وجہ سے جو تکلیف اسکو ہوئی کی بناء پر درخواست دی۔ تو عدالت عالیہ نے ایک خاص اجلاس تقریباً ۲۴ گھنٹہ کے نوٹس پر اس کا فیصلہ فرمانے کیلئے بلایا سلوک میں مساوات قائم رکھنے کیلئے مظہر نہایت ادب کیساتھ یہ امید کرنیکی جرأت کرتا ہے۔ کہ اسکی اس درخواست کے ساتھ بھی ویسا ہی سلوک کیا جائیگا۔ تاکہ پبلک کے دل میں جو یہ خیال پیدا ہو چکا ہے۔ کہ یہ محترم عدالت فریق مدعیہ کی طرف راغب ہے کا کچھ ازالہ ہو سکے۔ اس لئے مظہر نہایت ادب کے ساتھ یہ گزارش کرتا ہے۔ کہ عدالت اس درخواست کے فیصلہ کے لئے تقریباً ۲۴ گھنٹہ کے نوٹس پر ایک خاص اجلاس منعقد فرمائے۔ اور اپنے قانونی اور خصوصی اختیارات کے ماتحت اپنے مندرجہ بالا احکام کی نظر ثانی فرماتے ؛ (۸) مزید برآں یہ بھی استدعا ہے۔ کہ عدالت ماتحت کی کارروائی کو تا فیصلہ درخواست ہذا بند فرمانے کا حکم جاری فرمائے ۱۲/۲/۳۴

بقیہ صفحہ ۴

مظفر نگر ۲۹ جنوری۔ گزشتہ آدھی رات سے موسلا دھار بارش ہو رہی ہے۔ ہزارہا انسان کھلی ہوا اور بارش میں سڑک کے کنارے پڑے ہوئے ہیں۔ کوئی جائے پناہ نہیں۔ آسمان پر بادل چھائے ہوئے ہیں اور بارش کم ہونے کے کوئی آثار نہیں۔

پٹنہ ۲۹ جنوری۔ گزشتہ شب سے یہاں برابر بارش ہو رہی ہے مصیبت زدگان بہار کے خیمے شدت سرما کی رات اور نزول باراں کی موجودگی میں کرب و مصیبت کے دلدوز مناظر پیش کر رہے ہیں۔ بارش کے پانی سے بھرے ہوئے شکستہ خیموں میں زلزلہ زدگان بہار ساری رات جاگ کر گذار رہے ہیں۔ جو لوگ اب تک نصف شکستہ مکانوں میں مقیم تھے۔ اور منہدم ہونے کے خوف سے ان مکانات کو خالی کر دیا تھا۔ اب یہ لوگ مینہ اور سردی کے قہر سے بچنے کے لئے انہی ٹوٹے پھوٹے مکانوں میں آکر پھر پناہ گزین ہو گئے ہیں" (انقلاب ۳۱ جنوری)

"**مونگھیر** ۳۰ جنوری۔ کل صبح ۴ بجے سے بارش شروع ہو گئی جو دوپہر تک موسلا دھار جاری رہی۔ زاں بعد تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد یہ سلسلہ شام تک برابر جاری رہا۔ رات سے دوبارہ موسلا دھار شروع ہو گئی۔ جو اب تک برابر جاری ہے۔ بدنصیب باشندگان مونگھیر کی مصیبتوں میں اضافہ ہو گیا ہے۔ اس وقت ان کی حالت قابل رحم ہے۔ ان بدنصیب پس ماندگان کو جائے پناہ بھی نہیں ملتی۔ کھلے میدان میں سب لوگ پڑے ہیں۔ ان لوگوں میں زیادہ تر تعداد ضعیف مرد۔ عورتوں اور بچوں کی ہے۔ انہیں جو کپڑے اور کمبل وغیرہ دئے گئے تھے۔ وہ بھی بارش میں بھیگ گئے ہیں۔ اب ان کے پاس نہ اوڑھنے کے لئے کمبل ہیں۔ نہ پہننے کے لئے کپڑے۔ نمونیا پھیل جانے کا خطرہ زیادہ ہے۔

اس نئی مصیبت کی وجہ سے لوگ موت کی آرزو کر رہے ہیں۔ بعض کی زبان سے یہ الفاظ سنے گئے۔ اس سے تو بہتر تھا کہ ہم بھی مر جاتے۔ اس زندگی سے تو موت بہتر ہے۔ اے خدا ہمیں موت دے۔ آج صبح رام لیلا کے میدان کے قریب سڑک پر دو بچوں کی لاشیں دستیاب ہوئیں۔ ان کی موت سردی کی وجہ سے ہوئی۔ رضا کاروں کے کیمپ میں برسات کی وجہ سے بہت ابتری پھیلی ہوئی ہے۔ تمام سامان بستر وغیرہ برسات میں بھیگ گئے ہیں"

(پرتاپ ۳ فروری ۱۹۳۴ء)

کیا کرنا چاہیئے

ان سب آفات کو پیش نظر رکھ کر جو کچھ آسمان سے اور کچھ زمین سے ظاہر ہو رہی ہیں۔ ان لوگوں کی حالت زار کا اندازہ لگائیے۔ جو ان میں مبتلا ہیں۔ اور پھر بتائیے۔ کہ ان کی ہر ممکن امداد کرنے میں ایک لمحہ کا توقف بھی کسی ایسے انسان کے لئے جائز ہو سکتا ہے۔ جو سینہ میں دل اور دل میں بنی نوع انسان کی ہمدردی کا جذبہ رکھتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ہر انسان کا فرض ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے مامور اور مرسل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی اس پیشگوئی پر ٹھنڈے دل سے غور کرے۔ جو حرف بحرف پوری ہو رہی ہے۔ اور آپ کو قبول کر کے خدا تعالیٰ کے بھڑکے ہوئے غضب کو اپنی آنکھوں کے پانی اور دل کی خشیت سے ٹھنڈا کرنے میں مصروف ہو جائے۔

نظارتوں کے اعلانات

مخالفانہ لٹریچر کی ضرورت

تمام جماعتہائے احمدیہ کے سکرٹریان تبلیغ کی خدمت میں لکھا جاتا ہے کہ جہاں جہاں ان کے حلقہ میں احمدیت کے خلاف گندہ لٹریچر شائع ہو۔ فوراً اس قسم کے رسالہ اشتہار وغیرہ کی پانچ پانچ کاپیاں مجھے بھجوا دیا کریں۔

(ناظر دعوت و تبلیغ)

کارکنان تبلیغ کیلئے اعلان

آنے والے یوم التبلیغ پر ہمارا سب سے اہم فرض یہ ہے۔ کہ غیر اقوام میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے اس لٹریچر کی کثرت سے اشاعت کی جائے۔ جس میں اسلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اعلیٰ اور خوبصورت چہرے میں پیش کیا گیا ہے۔ اور اس اشاعت میں ہمیں وحدت اور یگانگت سے کام لینا چاہیئے۔ اس لئے میری رائے ہے کہ اگر احباب اسلامی اصول کی فلاسفی کو اس موقعہ پر زیادہ سے زیادہ تعداد میں تقسیم کریں۔ تو ہندو اور سکھ اور عیسائی احباب کو اس کے مطالعہ سے علم ہو گا۔ کہ اسلام کیا ہے اور بنی نوع انسان کو کہاں سے کہاں تک لے جانا چاہتا ہے۔ اسلامی اصول کی فلاسفی مولوی فخرالدین صاحب مالک کتاب گھر کے زیر اہتمام ہندی اور گورمکھی اور اردو میں طبع ہو چکی ہیں۔ اور انہوں نے یوم التبلیغ کی خاطر میری سفارش پر ان کی قیمتیں بھی کم کر دی ہیں۔ اردو فی سینکڑہ بجائے ۱۰ کے ۸ روپے ہندی اور گورمکھی اور انگریزی بجائے پچیس کے ۲۰ روپے قیمت پر ان سے مل سکتی ہیں۔ اس وقت ہندی اور گورمکھی ایک ایک ہزار چھپوائی گئی ہے۔ اگر ہندی اور گورمکھی کے متعلق درخواستیں قبل از وقت آجائیں۔ تو اندازہ کے مطابق مزید طبع کرائی جا سکتی ہیں

(ناظر دعوت و تبلیغ)

ایک تحریک

ایک قرآن کریم ہفت رنگ مترجم جس کا ہر صفحہ نہایت خوبصورت رنگوں سے رنگین اور مرصع ہے۔ محمد یار خاں حاجی محمد خان صاحبان افتخار احمدی پریس علی گڑھ چھاپ رہے ہیں۔ جس کے بیس پارہ مکمل ہو چکے ہیں اور دس پارہ مالی مشکلات کی وجہ سے نامکمل ہیں اگر جماعت کے احباب میں سے کوئی صاحب امداد کر سکیں۔ تو کر دیں۔

(دفتر شیخ محمد سیال۔ ناظر اعلیٰ)

ضروری اعلان

جن دوستوں کی خدمت میں خاکسار کی طرف سے قرضہ خاص کی تحریک بھیجی گئی ہے۔ ان سے درخواست ہے کہ ازراہ مہربانی جلد توجہ فرما کر ممنون فرمائیں۔ اور جو احباب کسی خاص عذر کے باعث اس تحریک میں حصہ نہ لے سکتے ہوں۔ وہ بھی جواب ضرور ارسال فرما دیں۔ جو وعدے احباب نے جلسہ کے موقعہ پر کئے تھے۔ ان کو قائم سمجھا جائے۔ ہاں چونکہ میعاد بہت گھٹا دی گئی ہے۔ اس لئے جلسہ کی موعودہ قیمتیں بڑھائی جا سکتی ہیں۔

(خاکسار:۔ فرزند علی عفی عنہ ناظر امور عامہ)

جماعت ہائے سندھ کی خدمت میں

(۱) یوم التبلیغ پر جو ٹریکٹ دفتر دعوت و تبلیغ کی طرف سے شائع ہو گا۔ اس کا سندھی ترجمہ جماعت احمدیہ حیدرآباد سندھ کی طرف سے چھپے گا۔ سندھ کی تمام جماعت کو یہ ٹریکٹ بہت بڑی تعداد میں تقسیم کرنا چاہیئے۔ تمام جماعتیں اطلاع دیں۔ کہ وہ کتنی تعداد میں یہ ٹریکٹ لیں گی۔

(۲) دو مبلغ مولوی محمد سلیم صاحب اور مہاشہ محمد عمر صاحب کراچی گئے ہوئے ہیں۔ واپسی پر انشاء اللہ تعالےٰ وہ چند ایام کے لئے حیدرآباد سندھ برائے تبلیغ ٹھہریں گے۔ اگر سندھ کی کوئی جماعت ان کے لیکچر کرانا چاہتی ہو۔ تو خاکسار کو فوراً اطلاع دے۔

(۳) یوم التبلیغ کی آمد کو مد نظر رکھتے ہوئے سندھی اسلامی اصول کی فلاسفی کی قیمت نصف یعنی صرف چار آنے کر دی گئی ہے۔ پیشگی قیمت آنے پر محصولڈاک بھی معاف ہو گا۔ سندھ کے تمام احمدی احباب سے درخواست ہے کہ وہ یہ کتاب زیادہ سے زیادہ تعداد میں لے کر ہندوؤں میں تقسیم کریں۔ ملنے کا پتہ:۔ مسٹر محمد احمد۔ غلام رسول برگڑی بنگلو نزدیک سنٹرل جیل حیدرآباد سندھ

(خاکسار:۔ عطاء اللہ احمدی نائب مہتمم تبلیغ ٹنڈو آدم سندھ)

رپورٹ مجلس مشاورت ۳۴ء کے متعلق اعلان

جملہ سکرٹریان جماعت ہائے احمدیہ یا نمائندگان مجلس مشاورت ۱۹۳۳ء کو جنہوں نے رپورٹ مشاورت ۱۹۳۳ء کی قیمت پیشگی ادا فرمائی تھی رپورٹ مشاورت ۱۹۳۳ء جلسہ سالانہ پر دیدی گئی تھی۔ اور جن احباب نے جلسہ پر کسی وجہ سے نہیں لی تھی۔ ان کو بذریعہ ڈاک بھجوا چکا ہوں۔ اگر کسی جماعت کو نہ پہنچی ہو۔ تو جلد طلب فرمائیں۔ نیز دوسری جماعتوں کے لئے بھی ضروری ہے۔ کہ رپورٹ مشاورت اپنی اپنی انجمن کے لئے منگوائیں۔

(پرائیویٹ سکرٹری)

محلہ دارالبرکات میں اب صرف چند عدد قطعات باقی ہیں

محلہ دارالبرکات قادیان میں جو سٹیشن کے سامنے واقعہ ہے۔ جس قدر توسیع سٹیشن کی طرف ہونی تھی وہ اس دفعہ کر دی گئی تھی۔ اب اس میں مزید توسیع کی تجویز نہیں ہے۔ لہذا جو احباب اس محلہ میں جو آیندہ آبادی کے لحاظ سے گویا شہر کا مرکز سمجھا جانا چاہیئے۔ زمین لینا چاہتے ہوں انہیں چاہیئے۔ کہ فوراً اپنی درخواست بھیجکر حسب پسند قطعات خرید لیں کیونکہ بعد میں یہ موقعہ نہیں رہیگا۔ اس وقت چند قطعات اس محلہ میں خالی ہیں۔ اب چونکہ رعایت کا وقت گذر چکا ہے اسلئے اندرون محلہ ۲۰ ؎ فی مرلہ اور بڑی سڑک پر ۳۵ ؎ فی مرلہ قیمت ہوگی۔ درخواست کے ساتھ قیمت بھی آنی چاہیئے۔

جن دوستوں نے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر بعض قطعات پسند کئے تھے اور واپس جاکر قیمت بھجوانے کا وعدہ تھا۔ لیکن اب تک انہوں نے قیمت نہیں بھجوائی۔ وہ اب پوری شرح پر قیمت بھجوا دیں۔ کیونکہ اب رعایت کا زمانہ گذر چکا ہے۔

خاکسار میرزا بشیر احمد۔ قادیان ۱/۲/۳۴

وصیت نمبر ۳۷۹۱

منکہ خواجہ محکم الدین ولد حافظ محمد امین قوم خواجہ پیشہ تجارت عمر ۲۷ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۰ء ساکن چکوال ضلع جہلم بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۸/۲/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت ماہوار آمد ملازمت ۳۰/- روپیہ ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر ترکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط المرقوم۔

العبد:۔ محکم الدین احمدی بقلم خود موصی مذکور

گواہ شد:۔ محمد حمید احمدی۔ گواہ شد:۔ محکم الدین بقلم خود

الفضل میں اشتہار دے کر فائدہ اٹھائیے

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

سری نگر سے ۲۸ جنوری کی اطلاع مظہر ہے کہ حکومت کشمیر نے وہاں کے سات مسلمان لیڈروں کو گرفتار کر کے زیر دفعہ ۱۰۸ فوجداری ایک سال کے لئے جلاوطن کر دیا ہے۔ فوج اور پولیس شہر میں گشت کر رہی ہے۔

مسٹر سروجنی نیڈو پریذیڈنٹ سوراج سبھا اور سبھا کے ۱۷ دیگر ممبروں کے خلاف سر پرسوتم جی نے ہائی کورٹ میں ۳۱ جنوری کو ایک لاکھ روپیہ کی رقم کا دعویٰ دائر کیا ہے جو ۱۹۲۱ء میں سر پرسوتم جی نے ہوم رول لیگ کو جس کا نام اب سوراج سبھا ہے۔ دی تھی سود وغیرہ ملا کر یہ رقم اب ۲۲۰۰۰۰ روپے بن گئی ہے۔ سر پرسوتم جی نے اصلاحی وجوہ کی بناء پر اس رقم کا مطالبہ کیا ہے۔

انتہائی بلند پروازی کا ریکارڈ ایک روسی بیلون نے قائم کیا ہے جیسے ماسکو سے ۳۰ جنوری کی اطلاع کے مطابق ۹ بج کر سات منٹ پر پرواز شروع کی۔ اور ۱۱ بجے ۶۷۵۶۸ فٹ کی بلندی پر پہنچ گیا۔ اور کافی عرصہ کے بعد زمین پر آ گرا۔ دوران پرواز میں اس نے ریڈیو کے ذریعہ ایک تفریحی کشتی کے تین مسافروں کے ساتھ خبر رسانی کا سلسلہ جاری رکھا۔ بعد ازاں ہوا میں اڑنے والے تین سوویٹ ہوا بازوں کا کام تمام ہو گیا۔ صورت یہ ہوئی۔ کہ نہایت بلندی سے جہاز نیچے گر پڑا۔

حکومت روس کی درندوں سے جنگ کے متعلق ماسکو سے ۲۷ جنوری کی اطلاع ہے کہ حکومت روس نے سرخ فوج کو حکم دیا ہے کہ سوویٹ روس کی حدود میں تمام شیروں۔ بھیڑیوں۔ گیدڑوں وغیرہ کو ہلاک کر دیا جائے۔

شادی شدہ ملازم خواتین کی تعداد کے متعلق نئی دہلی سے یکم فروری کی خبر ہے۔ کہ سر ہیری ہیگ ہوم ممبر نے اسمبلی میں ایک سوال کے جواب میں کہا۔ کہ ۱۱۹ خواتین محکمہ ڈاک و تار میں ہیں۔ اور ۴۳ حکومت ہند کے دفاتر میں۔ حکومت ہند کے ہیڈ کوارٹر میں تین عارضی اور ایک قائم مقام ہے۔

آنریبل سید عبدالعزیز بیرسٹر وزیر تعلیم بہار نے زلزلہ زدہ علاقہ کا دورہ کرنے کے بعد دہلی میں چند ممبران اسمبلی اور دیگر اصحاب کے سامنے جو حالات بیان کئے۔ وہ بے حد رقت انگیز تھے۔ آپ نے کہا ایک جگہ نہر پانی سے بھری ہوئی رواں تھی۔ زمین پھٹی نہر کا پانی زمین کے اندر سما گیا۔ اور نہر خشک ہو گئی۔ ایک لاری جا رہی تھی۔ زلزلہ آیا۔ زمین شق ہو گئی۔ اور تمام لاری زمین کے اندر سما گئی۔ اور زمین لاری کو اپنے اندر لے کر اس طرح پیوست ہو گئی۔ کہ گویا کچھ ہوا ہی نہیں۔ (انقلاب ۲ فروری)

اچھوت ادھار بل کی یکم فروری کو اسمبلی میں بعض غیر سرکاری ہندو ممبروں نے سخت مخالفت کی۔ اور اسے گاندھی جی کی شرارت کا نتیجہ قرار دیا۔ آخر ہاؤس نے بل کو یکم اگست ۱۹۳۴ء تک رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے مشتہر کرنے کا فیصلہ کیا۔

کشمیر کے حالات اب پھر بگڑ رہے ہیں۔ اور ریاست تشدد سے کام لے رہی ہے۔ لیڈروں کی گرفتاری کے بعد جلوس وغیرہ جو نکالے گئے۔ ان کو پولیس اور ملٹری نے منتشر کیا۔

آئرلینڈ میں ۳۱ جنوری کی اطلاع کے بموجب ایک منظم سازش کا انکشاف ہوا ہے۔ واقعات یوں بیان کئے جاتے ہیں کہ سازشیوں کا ایک گروہ غیر ممالک سے اسلحہ مہیا کر کے باغیوں کو مفت دیتا تھا۔ پولیس نے ان کے اسلحہ کے بھاری ذخیرہ پر قبضہ کر لیا ہے۔

مدراس لیجسلیٹو کونسل کے متعلق ۳۱ جنوری کی اطلاع ہے کہ ۵۹ اور ۲۱ رائے کی نسبت سے یہ غیر سرکاری ریزولیشن پاس ہو گیا۔ کہ گورنمنٹ سے سفارش کی جائے۔ کہ فصلی سال ۱۳۴۳ میں صوبہ بھر میں تمام زمینوں پر موجودہ شرح مالیہ میں ۲۵ فیصدی تخفیف کی جائے۔

مسجد وزیر خان لاہور میں یکم فروری کو دیوبندیوں اور بریلویوں کے درمیان ایک مناظرہ ہونے والا تھا۔ جہاں آٹھ دس ہزار آدمی جمع ہو گئے۔ مگر سارے دن میں شرائط بھی نہ طے ہو سکیں۔ اور قیل و قال تک نوبت پہنچ گئی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ بریلوی جماعت کے ایک نمائندے نے اشتعال انگیز تقریر کی۔ جس سے جلسہ میں گڑبڑ پیدا ہو گئی۔ اور فساد کا خطرہ ہو گیا۔ اس وجہ سے پولیس نے موقعہ پر پہنچ کر جلسہ منتشر کر دیا۔

اسمبلی کے اجلاس دہلی میں یکم فروری کو وزیر خزانہ نے اعلان کیا۔ کہ گہرے غور کے بعد گورنمنٹ اس فیصلہ پر پہنچی ہے کہ تنخواہوں کی پانچ فیصدی تخفیف کا خاتمہ ممکن نہیں۔ یہ تخفیف مزید ایک سال یعنی مارچ ۱۹۳۵ء تک جاری رہے گی۔

سر عمر حیات خان ممبر انڈیا کونسل کے جانشین کے تقرر کا سوال حکومت کے زیر غور ہے۔ عام طور پر یہ خیال کیا جا رہا ہے کہ انتخاب ان ممبران اسمبلی میں سے ہوگا۔ جو سرکاری تجاویز منظور کرانے میں حکومت کی امداد کرتے رہے ہیں۔ اور ممبران میں سے ان کو ترجیح دی جائے گی جو لندن جا چکے ہیں۔

واشنگٹن سے ۳۱ جنوری کی خبر مظہر ہے کہ پارلیمنٹ نے ایک مسودہ قانون کو منظور کیا ہے جس کے رو سے امریکہ ۱۲۰ نئے جنگی جہاز تعمیر کر سکے گا۔ نیز ۱۱۸۴ جدید طیارے تیار کرنے کا بھی اختیار دیا گیا ہے۔

ریاست کشمیر میں حکومت کی طرف سے مسلمانوں پر تشدد کا جو نیا دور شروع ہوا ہے۔ اس کے سلسلہ میں ۲ فروری کو مولوی ہمدانی صاحب میرواعظ کو حدود ریاست سے جلاوطن کر دیا گیا ہے۔

گورنمنٹ برطانیہ نے لندن سے ۳۱ جنوری کی خبر کے مطابق ایک کمیٹی مقرر کی ہے۔ جو اس سوال پر غور کرے گی۔ کہ انگلستان میں جو لوگ دماغی امراض میں مبتلا ہیں۔ انہیں نامرد بنانے کے سوال پر غور کیا جائے۔ اور دو ہفتوں کے اندر اس کے متعلق رپورٹ پیش کرے گی۔ اس وقت انگلستان میں ایسے مریضوں کی تعداد تین لاکھ بیان کی جاتی ہے۔

ریلوے فنانس سٹینڈنگ کمیٹی کا اجلاس ۲ فروری کو نئی دہلی میں منعقد ہوا۔ جس میں بتایا گیا۔ کہ زلزلہ کی وجہ سے نارتھ ویسٹرن۔ ایسٹ انڈیا اور ویسٹرن بنگال ریلویز کو نقصان پہونچا ہے۔ ترہٹ سیکشن میں کوئی پل محفوظ نہیں ہوا۔ ان کی مرمت پر ۲۰ لاکھ روپیہ خرچ ہوگا۔ جمال پور میں ریلوے کی عمارات کو جو نقصان پہونچا ہے۔ اس کی مرمت کے لئے ۵۰ لاکھ روپیہ درکار ہے۔

روم سے یکم فروری کی خبر ہے کہ پوپ نے ایک انٹرویو کے دوران میں اس خدشہ کا اظہار کیا ہے کہ عنقریب ایک خطرناک جنگ ہوگی۔ جو تمام دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیگی۔ آپ نے یورپین حکومتوں کی جنگی تیاریوں کی مذمت کی۔ اور نوجوان عورتوں کو ملٹری ٹریننگ دینے کی ممانعت کر دی۔

افغانستان کے قونصل جنرل مقیم نئی دہلی نے اعلان کیا ہے کہ وزیر اعظم سردار ہاشم خان پر قاتلانہ حملہ کی جو خبر بعض اخبارات میں شائع ہوئی ہے۔ وہ قطعاً غلط ہے۔

نوجوانوں کو انقلاب انگیز تحریکات میں شامل ہونے سے روکنے کی تجاویز پر مشتمل ایک بیان لاہور کے ایک درجن ہیڈ ماسٹروں اور پروفیسروں نے شائع کیا ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ اس کے جراثیم زمانہ طالب علمی میں ہی پیدا ہو جاتے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ طلباء کے سامنے معروف لیڈروں کے لیکچر کرانے کا انتظام کیا جائے۔ جن میں اس تحریک کی برائیاں بیان ہوں۔

حکومت کشمیر نے ۳ فروری کو اعلان کیا ہے کہ مولوی ہمدانی میرواعظ کے اخراج کے احکام پر لوگوں نے ممانعت کے باوجود جلوس نکالے اور بعض مقامات پر پولیس پر حملے بھی کئے۔ اور پتھر وغیرہ برسائے۔

سلیکیٹ کمیٹی کے اخراجات کے متعلق لندن سے ۳۱ جنوری کی خبر مظہر ہے۔ کہ اس پر اب تک ۲۴۷۹۷ پونڈ خرچ آئے ہیں۔ کمیٹی کی کارروائی تین جلدوں میں شائع ہو گئی ہے۔ جو ۳ پونڈ دس شلنگ میں مل سکتی ہیں۔

جرمنی کے جنرل لڈنڈرف نے ایک اخباری نمائندہ سے کہا کہ جس طرح میں نے ۱۹۱۲ء میں جنگ عظیم کی پیشگوئی کی تھی۔ اسی طرح اب ایک دوسری عالمگیر جنگ کی پیشگوئی کرتا ہوں۔ یہ غالباً ۱۹۳۶ء میں ہوگی۔ اور اس میں انگلستان روس امریکہ اور جاپان حصہ لیں گے۔ اور دنیا دیکھ لیگی کہ جاپان کو نیچا دکھانا آسان نہیں۔ اس کے بعد کمیونزم تمام مغربی ممالک میں پھیل جائے گا۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ غلام نبی